مسلک اہلحدیث کا علمی اور دینی ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور
پاکستان
جلد ۳۵
۲۹ جون ۶ جولائی ۱۹۸۴ء
جمعۃ المبارک
۲۹ رمضان ۶ شوال ۱۴۰۴ھ
شمارہ ۴۸ ۴۹
مندرجات
نظم ۲
اداریہ ۳
دو تعطیلوں کا اعلان (نوٹ) ۴
عید، یوم مسرت اور یوم محاسبہ ۵-۶
مسائل صدقۃ الفطر ۷-۹
احکام عید الفطر ۱۰-۱۳
درس توحید ۱۴-۱۵
مطالعۂ پاکستان ۱۶-۲۱
ہوس زر، ایک معاشرتی ناسور ۲۲-۲۴
تبصرہ کتب ۲۵-۲۷
اطلاعات و اعلانات ۲۹-۳۲
مدیر مسئول
محمد عطاء اللہ حنیف
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
محمد سلیمان انصاری
سالانہ ـــ ۵۰ روپے
فی پرچہ ـــ ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر سے ـــ ۲۰ پونڈ

شعر و ادب

جلوہ نما ہوا ہے اُفق پر ہلالِ عید
ہے وجہِ انبساط نمودِ جمالِ عید

یہ روز ہے حصولِ جزائے صیام کا
اللہ ذوالجلال کے انعامِ عام کا

انعام ان نفوسِ مبارک کے واسطے
ان بندگانِ ربِّ تبارک کے واسطے

جن کی جبینیں درگہِ حق پر جھکی رہیں
جن کی زبانیں کذب سے شر سے رُکی رہیں

جن کے لبوں پہ رحمتِ حق کی دعا رہی
بخشش کی ہی طلب جنہیں صبح و مسا رہی

باچشمِ نم رہے جو قیام و قعود میں
رہتے تھے اشکبار رکوع و سجود میں

روشن رہے وہ قلب جو قرآں کے نور سے
لرزاں رہے جو خوفِ خدا کے وفور سے

جن کے لئے خدا نے کہا تو یہی کہا
اَلصَّوْمُ لِی کے ساتھ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کہا

خُلدِ بریں میں روضۂ رضوان ان کا ہے
باغِ بہشت کا درِ ریّان ان کا ہے

ابرِ کرم سے اُن کے دُھلیں گے گناہ سب
اس عفو پر بنیں گے ملائکہ گواہ سب

ہو جائیں گے سب اس طرح اللہ کے قریں
جیسے کوئی گناہ ہی ان سے ہوا نہیں

اِن بندگانِ خاص کو پہچان جائیے
ایسے مقربین کے قربان جائیے

یہ عید اصل میں انہی لوگوں کی عید ہے
جن کے لئے خدا کے کرم کی نوید ہے

۸۵-۸۴ء کا وفاقی بجٹ

وفاقی وزارتِ خزانہ نے گذشتہ ہفتے ۸۵-۱۹۸۴ء کا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ اخبارات۔ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن وغیرہ نے اس بجٹ کی افادیت اور اقتصادی خوبیوں کا بڑا چرچا کیا ہے۔ جیسا کہ ہر سال ہوتا ہے۔ اس میں کہیں نئے ٹیکس لگا کر ان کی "ناگزیریت" کی وجوہ بیان کی گئی ہیں اور کہیں بعض اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ نہ کر کے قوم کو "احسان مندی" اور شکر گزاری" کا محل بنایا گیا ہے۔ ماہرینِ اقتصادیات نے اپنی آراء سے اس کے افادی اور غیر افادی پہلوؤں پر کھل کر بحث کی ہے۔ جس کو معرکۃ الآرا بھی کہا جا سکتا ہے۔ ہم نہ ماہرینِ اقتصادیات میں سے ہیں۔ اور نہ ماہرینِ شماریات میں سے۔ نہ ہمیں اس بجٹ کے توازن اور عدمِ توازن کا درک ہے۔ نہ اس کی تدوین میں اختیار کردہ فن اور چابکدستی کی پوری سوجھ بوجھ ہے۔ ہمارے سامنے جو اعداد و شمار آئے ہیں ان میں کروڑوں اور لاکھوں کے ہندسے ہمیں مرعوب کرنے کو کافی ہیں۔ ہم اپنے وزیرِ خزانہ کی ژرف نگاہی اور ہمہ دانی پر محوِ حیرت ہیں —— انہوں نے جہاں صنعت، تعلیم، طب و صحت، مواصلات، تجارت، معیشت، معاشرت، دفاع، غرض ملک بھر کے تمام شعبوں میں بچت اور خسارے وغیرہ کے گوشوارے پیش کئے ہیں اور نفع نقصان اور بنکنگ اور انشورنس وغیرہ کا بڑی مہارت سے احاطہ کیا ہے وہاں وہ عوام کی روزمرہ "شاہ خرچیوں" تک کی تفصیل بیان کر گئے ہیں اور یہ تک بتا دیا ہے کہ ملک میں اسراف و تبذیر کے سلسلے میں کتنی چائے پی جاتی ہے۔ اور کتنے سگریٹ پھونکے جاتے ہیں۔ ان کے اعداد بھی کروڑوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔

ہمیں وزیرِ خزانہ کی اس جگر کاوی اور دیدہ ریزی کا برملا اعتراف ہے اور فضول خرچی کے اس پہلو پر تشویش بھی ہے۔ بلا شبہ سگریٹ اور چائے ہمارے معاشرے میں ایک مہلک ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے نہ جانے کتنے ابنائے وطن دق، سل، سرطان اور ٹی بی وغیرہ کے شکار ہوئے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ کتنے نوجوان ان موذی اشیاء کے ہاتھوں ہنستے بستے گھرانے ویران کر گئے ہیں۔ سگریٹوں میں ہیروئن اور کوکین جیسی نشیات کے استعمال نے کتنے جوانوں کو مفلوج بلکہ چور اور ڈاکو بنا دیا ہے۔ ہمارے معاشرے کا یہ پہلو نہایت جانکاہ اور دلدوز ہے اور یہ صورت یوں بھی دردناک ہے کہ ان خباثت کا علاج کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا۔ قانون مجبور اور وعظ و نصیحت بے کار ہے۔ اصلاحِ معاشرہ کے ادارے محض کاغذی پیکر ہیں اور محلوں کی اصلاحی کمیٹیاں محض ان کے کارکنوں کی ذاتی وجاہت اور شہرت کا ذریعہ ہیں۔

اس بجٹ میں اور تو سب کچھ ہے مگر ایک پہلو جس کو نہایت چابکدستی سے نظر انداز کر دیا گیا ہے وہ "بیگمات" کی آرائش و زیبائش کے سامان کی فراوانی اور اس کا بے محابا استعمال ہے جس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ شاید اس کی وجہ بزبان اکبر الہ آبادی

طابع - چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع اومنی پرنٹرز - لاہور ● ناشر محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت ● شیش محل روڈ، لاہور

یہ ہو سکتا

اکبر ڈرا نہیں کبھی دشمن کی فوج سے
لیکن شکست کھا گیا بیوی کی فوج سے

عورتوں کے "میک اپ" پر جو خرچ ہوتا ہے اس کی تفصیل اس بجٹ میں نہیں دی گئی - یہ بھی اسراف و تبذیر ہی کے زمرے میں شامل ہے - ہمارے خیال میں یہ سامان بھی زیادہ تر غیر ممالک سے ہی درآمد ہوتا ہے جس کے اعداد و شمار محکمہ درآمد برآمد کے پاس ضرور ہوں گے اور اس کو درآمد کرنے والے حلقے بھی انہی کے علم میں ہوں گے - کیا ان کو بے نقاب کرنے کی ضرورت نہیں تھی؟ کیا اس مد میں خرچ ہونے والی رقوم محض تحفے کی زد میں آتی ہیں؟ محترم وزیر خزانہ صاحب اس طرف سے "مرّوا کراما" کا ورد کرتے ہوئے گزر گئے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ہماری معیشت اور معاشرت میں جتنی بے اعتدالیاں راہ پا گئی ہیں ان سب کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ "ملت پاکستان" (اگر یہ واقعی ملت ہے تو) روز اول ہی سے اپنے ہدف سے ہٹ گئی تھی جس کے نتیجے میں وہ اب اتنی دور جا نکلی ہے کہ وہ نہ صرف اپنی منزل مقصود تک ہی سے بے خبر ہے بلکہ اپنی ذات تک کا اسے ہوش باقی نہیں رہا۔ دولت کی ہوس نے اس کے اندر بد دیانتی، بے راہ روی، فرائض سے کوتاہی اور مذہب سے برگشتگی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ مردوں اور عورتوں پر فرنگیت کا جادو طاری ہے اور فکر و عمل میں مغرب کی نقالی انہیں "ترقی" کی بھول بھلیوں میں لئے پھرتی ہے

ہمارے ہاں اصلاح معاشرہ کا اگر کوئی حل ہے تو وہ صرف ایک ہے اور یہ وہی حل ہے جس نے عرب کے بدوؤں کی کایا پلٹ دی۔ جس نے صدیوں کے بگڑے ہوئے معاشرے کو چند ہی سالوں میں زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا اور پوری دنیا کے لئے امن و آشتی، نیکی اور شرافت کا نہ صرف منشور عطا کر دیا بلکہ زمین کے اس بدترین خطے کو بہترین خلائق کی صورت میں ڈھال دیا۔ اور وہ ہے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ صدق دل سے ایمان اور روح کی تمام گہرائیوں سے اس پر عمل۔ اس کے لئے نہ صرف حکومت بلکہ قوم کا ہر فرد کمربستہ ہو جائے یا کمربستہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس بگڑی ہوئی "ریوڑ" کو ایک ملت واحدہ اور امت مطہرہ کی حیثیت حاصل نہ ہو۔ اگر حکومت صدق دل سے اپنے تمام وسائل اس پر صرف کرنے شروع کر دے اور اصلاحی ادارے خلوص نیت سے عوام میں ایک ذہنی انقلاب برپا کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو بہت قلیل مدت میں خاطر خواہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور حل نہیں۔ آسمان سے اترے ہوئے ضابطے زمینی تدابیر سے بہرصورت قوی ہوتے ہیں ---!!

سرکاری دفاتر میں ہفتے میں دو چھٹیاں

مرکزی حکومت نے بجٹ کے اعلان کے ساتھ، جو مژدہ ہائے جانفزا سنائے ہیں ان میں سے ایک سرکاری ملازمین کے لئے ہفتے میں دو چھٹیوں کی خوشخبری اور اس حکم کا فوری نفاذ بھی ہے۔ یہ کافی عرصہ پہلے کھسر پھسر ہو رہی تھی اور اس کے لئے حتمی فیصلے کا کوئی ذریعہ پہلے سے سامنے نہیں آیا تھا مگر بجٹ کے ساتھ ہی ایکا ایکی یہ اعلان حیرت فزا بھی ہے اور انتظامیہ کی کم اندیشی کا مظہر بھی --- کون نہیں جانتا کہ ملک کے اکثر شعبوں خصوصاً سرکاری اداروں میں ملازمین کے کام کی رفتار اور دلچسپی کا کیا انداز ہے۔ پھر ان کے لئے مزید فراغت کا یہ سامان مغرب کی نقالی ہی کی دوسری صورت ہے جس کی ضرورت اہل کاروں سے کہیں زیادہ کارپردازان حکومت کو ہے۔ بڑے لوگوں کے لئے تفریح اور چوچلوں کے مواقع فراہم کرنا اور وہ بھی قومی دولت اور وقت کے ضیاع کی قیمت پر ایک عظیم خسارے کا سودا ہے۔

حکومت کے پالیسی سازوں سے یہ سوال کرنے کو جی چاہتا ہے کہ اس قسم کی چھٹیاں جب سرکاری ملازمین کو دی گئی ہیں تو کیا یہ مراعات دوسرے شعبوں خصوصاً صنعتی کارکنوں اور نجی شعبوں کے مزدوروں اور کاریگروں کو مطالبات پر نہیں مل سکیں گی؟ کیا

ریں حدیث

(ادارہ)

عید الفطر یوم مسرت، یوم محاسبہ اور یوم انعام

عید الفطر مسلمانوں کی ایک ملی تقریب ہے جس پر ہر مسلمان
مسرور ہونا ایک امر طبعی ہے لیکن مسلمان کی غمی خوشی بھی ۔ دوسری
وں کے برعکس ۔ آخرت کی کامیابی یا ناکامی کے ساتھ مربوط
ے بمصداق اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ جس مسلمان نے اس
یا میں رہ کر اپنے خدا کو راضی کر لیا، یقیناً وہ کامیاب و بامراد
ہے ۔ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ
فَازَ (آل عمران ۱۸۵) ”جو شخص جہنم سے بچا کر جنت میں
داخل کر دیا گیا بلاشبہ وہ کامیاب ہو گیا۔“

عید کے پُرمسرت موقع پر ہمیں یہی سوچنا ہے کہ کیا
رمضان المبارک کے تقاضے پورے کر کے ہم نے اپنے خدا کو
راضی کر لیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً بہت خوش نصیب ہیں
اور دائمی مسرت (جنت) کے حقدار، لیکن اگر ایسا نہیں ہے
تو عید کی مسرتوں سے ہمارا کیا تعلق؟ ہمیں تو خوشی منانے کا حق ہی نہیں
ہے۔ مسلمان کی خوشی نئے لباس اور انواع و اقسام کے کھانوں
اور فواکہ و مشروبات میں نہیں صرف رضائے الٰہی کے حصول
میں منحصر ہے ۔ یہی حاصل نہ ہوئی تو یہ لذائذِ دنیا اور سامانِ راحت
و نشاط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ کے مطابق
دھوکے کی ٹٹی ہیں۔

یہی وہ پہلو ہے جس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
بھی اپنے ارشادات میں مسلمانوں کی توجہ مبذول کرائی ہے فرمایا
مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَعَرَفَ حُدُوْدَہٗ وَتَحَفَّظَ فِیْہِ
مِمَّا کَانَ یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّتَحَفَّظَ فِیْہِ کَفَّرَ مَا قَبْلَہٗ

رواہ احمد وابو یعلی۔ نحوہ وفیہ عبداللہ بن قرطۃ
فذکرہ ابن ابی حاتم ولم یذکر فیہ جرحاً ولا
تعدیلاً (مجمع الزوائد صـ۱۴۲ ج ۳) نیز فرمایا مَنْ اَتٰی عَلَیْہِ رَمَضَانُ
صَحِیْحًا مُسْلِمًا صَامَ نَہَارَہٗ وَصَلّٰی وِرْدًا مِّنْ لَیْلِہٖ وَ
غَضَّ بَصَرَہٗ وَحَفِظَ فَرْجَہٗ وَلِسَانَہٗ وَیَدَہٗ وَ
حَافَظَ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِی الْجَمَاعَۃِ وَبَکَّرَ اِلَی الْجُمُعَۃِ
فَقَدْ صَامَ الشَّہْرَ وَاسْتَکْمَلَ الْاَجْرَ۔ الحدیث
(لطائف المعارف للحافظ ابن رجب صـ۱۹۲ بحوالہ ابن ابی الدنیا
عن ابی جعفر مرسلاً) یعنی ”جس مسلمان نے رمضان کے روزے
رکھے اور اس کے تقاضے پورے کئے اور ہر احتیاط کو ملحوظ رکھا،
اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، نظر نیچی رکھی، زبان اور ہاتھ پر کنٹرول
رکھا ۔ نماز باجماعت کی طرف (اس ماہ میں خصوصاً) بہت
توجہ رکھی، نمازِ جمعہ کے لیے جلد چلا گیا اور رات کا قیام کیا تو یہ
شخص ہے جس نے حقیقت رمضان کی تکمیل کی، اللہ تعالیٰ
سے پورا اجر حاصل کر لیا اور اس کے گذشتہ سب گناہ معاف
ہو گئے۔“

اسی طرح ایک اور موقع پر جب آپ خطاب فرمانے
کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت جبریلؑ آئے اور
کہا: جس شخص کو رمضان کا مہینہ مل جائے پھر بھی وہ دوزخ
سے نہ بچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔
آپؐ اس دعا پر آمین کہئے (آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا) اس پر میں نے آمین کہہ دی“ (یعنی اے اللہ جبریل کی یہ

بد دعا قبول فرمالے) عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فقال آمین آمین آمین قیل یا رسول اللہ انک صعدت المنبر فقلت آمین آمین آمین فقال ان جبرئیل اتانی فقال من ادرک شھر رمضان فلم یغفر لہ فدخل النار فابعدہ اللہ قل آمین فقلت آمین ۔ الحدیث (ترغیب)

ان روایات کی روشنی میں عید کی مسرتوں کے ساتھ ہر مسلمان کو اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کرکے اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرنی چاہیے کہ یہ دن صرف یوم مسرت و روز بشارت ہی نہیں یوم محاسبہ اور لمحۂ فکریہ بھی ہے۔

لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان المبارک میں ہمارا کردار و عمل ایسا ہو جائے کہ ہم اس خصوصی مغفرتِ خداوندی کے مستحق قرار پائیں جس سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو عید والے دن بطورِ انعام نوازتا ہے، جیسا کہ ذیل کی حدیث میں فرمایا گیا ہے

۱۔ عن سعید بن اوس الانصاری عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یَمُنُّ بِالْخَیْرِ ثُمَّ یُثِیْبُ عَلَیْہِ الْجَزِیْلَ لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَقُمْتُمْ وَاُمِرْتُمْ بِصِیَامِ النَّھَارِ فَصُمْتُمْ وَاَطَعْتُمْ رَبَّکُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَکُمْ فَاِذَا صَلَّوْا نَادٰی مُنَادٍ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِیْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ فَھٰذَا یَوْمُ الْجَائِزَۃِ وَیُسَمّٰی ذٰلِکَ الْیَوْمُ فِی السَّمَاءِ یَوْمَ الْجَائِزَۃِ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ کُلَّھَا ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ جابر الجعفی وثقہ الثوری وروی عنہ ھو وشعبۃ وضعفہ الناس وھو متروک (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۲)

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" عید الفطر کے دن فرشتے راستوں کے اہم موڑوں پر کھڑے یہ اعلان کرتے ہیں۔

"مسلمانو! سویرے سویرے (نمازِ عید کے لیے) اپنے کرم کرنے والے رب کی طرف نکلو جو احسان فرما کر نیکی کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر بڑی جزا بھی دیتا ہے تم نے رات کا قیام کرکے اور دن بھر روزے رکھ کر اس کے حکم کی تعمیل کی اور (امکان بھر) اس کی اطاعت میں لگے رہے۔ آج اللہ کے انعامات وصول کرو۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازِ عید سے فراغت کے بعد پھر ایک اعلان ہوتا ہے۔

"دیکھو تمہارے رب نے تمہاری سب کوتاہیاں اور گناہ معاف فرما دیے اب بھلے بن کر گھروں کو جاؤ۔ آج تقسیم انعامات کا دن ہے۔"

ضروری اعلان

"الاعتصام" کا موجودہ شمارہ ۲۹ جون، ۶ جولائی ۱۹۸۴ء (مطابق ۲۹ رمضان، ۶ شوال ۱۴۰۴ھ) (شمارہ ۴۸، ۴۹) بوجہ تعطیلات عید الفطر دو اشاعتوں پر مشتمل ہے۔ آئندہ شمارہ ۵۰، ۱۳ جولائی ۱۹۸۴ء کو شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ

قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں

(ادارہ)

خط لکھتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

شیخ الحدیث مولانا محمد عبید اللہ رحمانی مبارکپوری حفظہ اللہ - ہند

مسائلِ صدقۃ الفطر

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ روزہ دار مجسّم نیکی ہوتا ہے۔ اس کا جسم انسانی ہوتا ہے مگر رُوح فرشتوں کی زندگی گزارتی ہے نہ تو وہ غیبت کرتا ہے نہ جہالت کے کام کرتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ معصوم نہیں ہے۔ اس سے غلطی اور لغزش ہو سکتی ہے، گناہ اور برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے، زبان سے بے ہودہ اور لغو باتیں نکل آتی ہیں۔ ظاہر ہے ایسی حالت میں روزہ ان عیوب اور نقصانات سے منزّہ اور پاک نہیں رہے گا۔ اسی لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے روزوں کو ان نقصانات سے پاک وصاف اور مقبول ہونے کے لئے ایک نہایت سہل صورت بتائی ہے جس کو اصطلاح شرع میں صدقۃ الفطر کہتے ہیں اور جو دیگر فرائض کی طرح ایک فریضہ ہے۔

صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَا يُرْفَعُ اِلَّا بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ (ترغیب ترہیب) ”رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اور جب تک صدقۃ الفطر ادا نہ کیا جائے مقبول نہیں ہوتے“

عن ابن عبّاس قال فَرَضَ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیہ وسلّم زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ۔ الحدیث (ابوداؤد، ابن ماجہ)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر فرض کیا ہے۔ روزہ دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک وصاف کرنے کے لئے“

صدقہ فطر کس پر فرض ہے

صدقہ فطر کی فرضیت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب ہو بلکہ جس طرح ایک دولتمند پر فرض ہے۔ اسی طرح اُس غریب پر بھی فرض ہے۔ جس کے پاس عید کے دن اپنی اور اپنی اہل وعیال کی خوراک سے زائد اس قدر موجود ہو کہ ایک کی طرف سے ایک صاع غلّہ دے سکے بلکہ غرباء کو دوسروں کے دیئے ہوئے صدقۂ فطر سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ اللّٰهُ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰى (احمد۔ ابوداؤد)

”صدقہ فطر کے ذریعہ اللہ غنی کو پاک وصاف کرتا ہے۔ اور غریب کو اس کے ساتھ جتنا اُس نے دیا اس سے زیادہ واپس لوٹاتا ہے“

معلوم ہوا صدقۂ فطر امیر غریب مستطیع غیر مستطیع سب پر فرض ہے ونیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فَرَضَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم زكٰوة الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (صحیحین) ”آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو، غلام، آزاد، مرد، عورت نابالغ، بالغ مسلمان پر فرض کر دیا ہے“

مگر بیوی، بچوں، غلاموں کا صدقۂ فطر مالک اور صاحب خانہ کو دینا ہو گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اَمَرَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِمَّنْ تَمُوْنُوْنَ (دار قطنی) یعنی ”آپ نے بالغ، نابالغ آزاد غلام کے نفقہ اور خرچ کا

جو ذمہ دار ہو اس کو ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔"

اگر بیوی بچے مکان پر نہ ہوں بلکہ سفر میں ہوں تو ان کا صدقۂ فطر بھی ادا کرنا ہوگا۔ ہاں اگر نابالغ لڑکی سے نکاح کیا ہے اور عدمِ بلوغ کے باعث رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے یہاں ہے تو اس کا صدقۂ فطر اس کے باپ کو ادا کرنا ہوگا، اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نافرمانی کرکے اپنے ماں باپ کے یہاں چلی گئی ہو تو اس کا صدقۂ فطر اس کے شوہر پر فرض نہیں ہے۔

صدقۂ فطر انہی لوگوں پر فرض نہیں ہے جن پر روزے فرض ہیں بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ مرد ہو یا عورت، جیسا کہ صحیحین کی احادیث سے معلوم ہو چکا، آپ نے صدقۂ فطر کو طُعْمَةً لِّلْمَسَاكِين (مساکین کی خوراک) فرمایا۔ پس صدقۂ فطر جس طرح روزہ دار کی فحش کلامی اور بے ہودہ گوئی کو دور کرنے کی حیثیت سے فرض کیا گیا۔ اسی طرح مساکین کی خوراک ہونے کی حیثیت سے بھی فرض کیا گیا ہے۔ پس جو شخص عید کی صبح کو مسلمان ہو جائے یا جو بچہ عید کی صبح کو پیدا ہو جائے اس پر صدقۂ فطر فرض ہے۔

صدقۂ فطر کب ادا کرنا چاہیئے

صدقۂ فطر عید کی صبح کو عید کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا گیا تو صدقۂ فطر نہیں ادا ہوگا اور صدقۂ فطر کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ مطلق صدقہ اور خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَّقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَات (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

"جس نے صدقۂ فطر قبل نمازِ عید ادا کیا تو وہ صدقۂ فطر مقبول ہوگا اور جس نے بعد نماز ادا کیا تو وہ مطلق خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔"

حضرت ابن عمر رضہ صحابی فرماتے ہیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزکوٰۃِ الفطر قبلَ خُرُوجِ النَّاسِ الی الصَّلٰوۃِ (بخاری) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر عیدگاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔"

اگر کسی مقام میں بیت المال اور سرداری نظام ہو۔ اور یہ سردار زکوٰۃ و صدقہ خور سرداروں اور پیروں کی طرح نہ ہو بلکہ وہاں پر بیت المال اور سرداری نظام معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ زکوٰۃ، عشر، صدقۃ الفطر وغیرہ کو ان کے مصارف مقررہ میں دیانت داری کے ساتھ تقسیم کرنے کے لئے ہو تو عید سے دو ایک دن پہلے اپنے اپنے صدقۃ الفطر کو بیت المال میں بھیج دینا کہ وہاں جمع ہو کر مستحقین کو تقسیم کیا جائے شرعاً جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بخاری میں ہے۔ كَانَ يُعْطِيهَا لِلَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ قال البخاری كَانُوْا يُعْطُوْنَ لِيُجْمَعَ لَا لِلْفُقَرَاءِ۔ مؤطا میں ابن عمر رضہ کے متعلق ہے۔ كَانَ يبعث زكوٰة الفطر الى الذى يجمع عنده قبل الفطر بيومين او ثَلٰثَة قال شيخنا فى شرح الترمذى اثر ابن عمر انما يدل على جواز اعطاء صدقة الفطر قبل الفطر بيوم او يومين ليجمع لا للفقراء كما قال واما اعطاءها قبل الفطر بيوم او يومين للفقراء فلم يقم عليه دليل انتهى۔ جمع شُدہ صدقۂ فطر عید کے دن مساکین و فقراء کو تقسیم کر دے تاکہ وہ اس دن سوال سے بے نیاز ہو جائیں اور شرعی مصلحت پوری ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ فرماتے ہیں۔ كان يأمرنا ان نخرجها قبل ان نصلى فاذا انصرف قسمه بينهم (سعید بن منصور)

صدقۂ فطر کس قدر اور کن چیزوں سے دینا چاہیئے

صدقۂ فطر اس غلہ سے دینا چاہیئے جو عام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو۔ اگر عام طور پر چاول کھایا جاتا ہے تو چاول دینا چاہیئے۔ وقِس علی ھذا۔ اور بغیر فرق و امتیاز کے ہر جنس سے ایک صاع حجازی دینا چاہیئے۔ و هو الاحوط عند شیخنا کما صرح به فی شرح الترمذی، لیکن وہ جنس گھٹیا نہیں ہونی چاہیئے۔ صاع حجازی یعنی صاع نبوی کی تول انگریزی سیر سے مختلف غلوں کی مختلف ہوتی ہے، اس لیے تعیین نہیں کی جا سکتی۔ پس جن لوگوں نے مطلقاً تین سیر یا چار سیر یا پونے تین سیر یا سوا دو سیر لکھا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کھجور، جو، پنیر منقی سے ایک صاع فی کس صدقہ فطر ادا کیا جائے لیکن گیہوں میں اختلاف ہے کہ ایک صاع دینا چاہیئے یا نصف صاع۔ گیہوں سے صدقۂ فطر دینے کے بارے میں کوئی صریح صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ کما صرح به الحافظ و الشوکانی والزیلعی وغیرھم۔ ہاں اکثر صحابہ گیہوں سے نصف صاع دیئے جانے کے قائل تھے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابوسعید خدری رضؓ تمام اجناس سے ایک صاع دیئے جانے کے قائل تھے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ میں گیہوں تقریباً تھا ہی نہیں اور جب فتوحات اسلامی کا سلسلہ وسیع ہوا اور گیہوں مختلف مقامات سے آنے لگا۔ یا صحابہ کا ایسے مقامات میں گزر ہوا جہاں گیہوں ہوتا تھا لیکن اور اجناس کے مقابلہ میں گراں تھا تو صحابہ نے گیہوں کو گراں سمجھ کر قیمت کا خیال کر کے نصف صاع کافی سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ گیہوں سے نصف صاع کے قائل تھے انہوں نے قیمت کا لحاظ کیا اور حضرت ابن عمرؓ اور ابو سعید خدری رضؓ نے قیمت کا لحاظ نہیں کیا بلکہ صاع کی مقدار کا لحاظ کر کے بلا فرق و امتیاز ہر جنس سے ایک صاع ضروری سمجھا۔ و به قال مالك والشافعی واحمد واسحٰق وهو الاحوط عند شیخنا۔

ہندوستان میں گیہوں کھجور سے سستی ہے پس ہر شخص کو گیہوں سے بھی ایک صاع دینا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی کو ایک صاع دینے پر قدرت نہیں ہے تو نصف صاع دیدے۔

صدقۂ فطر میں کیا قیمت یعنی نقد پیسہ دینا جائز ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے صدقۂ فطر میں قیمت دینا ثابت نہیں ہے اس لئے بغیر عذر کے قیمت نہیں دینی چاہیئے بلکہ عام طور پر کھائے جانے والے غلہ ہی سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیئے۔ البتہ اگر حسب ضرورت غلہ نہ مل سکے تو بازار کے عام نرخ کے مطابق فطرہ میں قیمت نکالی جا سکتی ہے۔ صاحب حدائق الازہار کے قول وانما تجزی القیمة للعذر کی شرح میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں۔

اقول ھٰذا صحیح لان ظاھر الاحادیث الواردة لتعیین قدر الفطرة من الاطعمة ان اخراج ذٰلك مما سماه النبی صلی اللہ علیه وسلم متعین واذا عرض مانع من اخراج العین کانت القیمة مجزئة لان ذلك هو الذی یمکن من علیه الفطرة ولا یجب علیه مالا یدخل تحت امکانه۔

(السیل الجرار ج ۲ ص ۸۶ طبع قاہرہ)

الاعتصام شیخ الحدیث حفظہ اللہ نے فرمایا کہ صاع حجازی کا موجودہ پیمانوں سے اندازہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے اس کی تعیین نہیں کی جا سکتی لیکن ظاہر بات ہے اس طرح عوام کو دقت پیش آئے گی کہ پھر آخر وہ غلہ یا قیمت کس حساب سے دیں اس لئے عوام کی سہولت کے پیش نظر موجودہ پیمانوں میں اس کی تعیین کئے بغیر چارہ نہیں۔ اور یہ تعیین علمائے اہلحدیث نے پونے تین سیر غلے کے ساتھ کی ہے۔

از شیخ الحدیث مولانا محمد عبیداللہ رحمانی مبارکپوری حفظہ اللہ ہند

احکامِ عید الفطر

عید الفطر کی رات شرف اور بزرگی کی رات ہے۔

اس بارے میں کئی صحابہ سے روایتیں آئی ہیں جن کو حافظ عبدالعظیم منذری نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا ہے۔ عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر (صحیحین)

عن عائشۃ مرفوعا من نذر ان یعصیہ فلا یعصیہ (بخاری)

عن عمران بن حصین مرفوعا لا وفاء لنذر فی معصیۃ (مسلم)

زوالِ شمس کے بعد عید کا چاند دیکھنے کی شہادت

اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کسی جگہ سے وقت پر شہادت پہنچی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو زوال سے پہلے اگر معتبر شہادت مل جائے تو روزہ افطار کر دینا چاہیئے۔ اور اسی دن عید کی نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اور اگر آفتاب ڈھلنے کے بعد چاند دیکھنے کی شہادت پہنچے تو روزہ اسی وقت افطار کر دیا جائے لیکن عید کی نماز اس دن نہ پڑھی جائے۔ ابو عمیر انصاری اپنے کئی صحابی چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔

اغمی علینا ھلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من اخر النھار فشھدوا عند رسول اللہ انھم راوا الھلال بالامس فامر الناس ان یفطروا من یومھم وان یخرجوا لعیدھم من الغد (ابوداود۔ نسائی وغیرہ)

"ابر کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے روزہ کی حالت میں صبح کی۔ آخر دن میں چند سوار آئے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہادت دی کہ ہم نے چاند شام کو دیکھ لیا تھا۔ آپ نے لوگوں کو افطار کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ کل عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں چلنا ہوگا"

عید الفطر کے دن یہ اُمور مسنون ہیں

(۱) غسل کرنا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدگاہ میں جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔ (موطا مالک ابن ماجہ) عبداللہ بن احمد بزار نے ابو رافع رض، ابن عباس رض وغیرہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عید کے دن غسل کرنے کی حدیثیں نقل کی ہیں۔ لکن کلھا ضعیف کما صرح بہ الحافظ فی الدرایۃ۔

(۲) عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدین میں بہترین کپڑے پہنتے تھے (فتح الباری بحوالہ بیہقی و ابن ابی الدنیا)

(۳) بہترین خوشبو استعمال کرنا۔ قال الامیر الیمانی فی سبل السلام یندب لبس احسن الثیاب والتطیب باجود الاطیاب فی یوم العید لما اخرجہ الحاکم من حدیث الحسن السبط قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العیدین ان نلبس اجود ما نجد وان نتطیب باجود ما نجد۔

(۴) بلند آواز سے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارنا۔

عن ابن عمر انہ کان اذا غدی یوم الفطر ویوم الاضحی یجھر بالتکبیر حتی یاتی المصلی ثم یکبر حتی یاتی الامام (دار قطنی - بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارتے تھے۔ (دار قطنی) ایک حدیث میں ہے۔ عیدین کو تکبیر کے ذریعہ زینت دو۔ (طبرانی باسناد ضعیف) وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ "تاکہ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس کی ہدایت پر" اس آیت سے علماء نے تکبیر مذکور پر استدلال کیا ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(۵) عیدگاہ میں پیدل جانا - عن علی قال من السنة ان تخرج الی العید ماشیا و اَنْ تَاْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ اخرجہ الترمذی و فی الباب احادیث اخری ضعیفة لکنھا یعتضد بعضھا ببعض۔

(۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فی طریق رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ (ترمذی، احمد، ابن حبان) و فی الباب احادیث اخری ذکرھا الشوکانی فی النیل۔ راستہ بدلنے کی بیش سے زیادہ حکمتیں بیان کی گئی ہیں ظاہری حکمت اسلام کی قوت اور شوکت کا اظہار ہے۔

(۷) طاق کھجوریں یا چھوہارے کھا کر عیدگاہ جانا۔ اگر یہ نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز کھائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَغْدُوْ يوم الفطر حتی يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا (بخاری) یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی صبح کو بغیر طاق کھجوریں کھائے ہوئے عیدگاہ تشریف نہ لے جاتے تھے۔

عورتوں کا عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ جانا

عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے۔ شادی شدہ ہو یا ادھیڑ یا بوڑھی۔

عن ام عطیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق و ذوات الخدور والحیض فی العیدین فاما الحیض فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ قالت احداھن یا رسول اللہ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتُعِرْهَا اُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيْبِهَا (صحیحین وغیرہ)

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں دوشیزہ جوان، کنواری، حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے حیض والی عورتیں جائے نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں، ایک عورت نے عرض کیا، اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لے جائے"

جو لوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان اور بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ صحیح صریح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل رایوں سے رد کرتے ہیں۔

حافظ نے فتح الباری میں اور ابن حزم نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں۔ ہاں عورتوں کو عیدگاہ میں سخت پردہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہیئے تاکہ فتنہ کا باعث نہ بنیں۔

عید کی نماز صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں پڑھنی چاہیئے

عید کی نماز قصبہ یا شہر یا گاؤں سے باہر صحرا یعنی

کھلے ہوئے میدان میں ادا کرنی سُنت ہے اور بغیر عذر کے مسجد میں یا چہار دیواری گھیر کر مسجد کی صورت بنا کر احاطہ میں ادا کرنا خلافِ سنت ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلی (عیدگاہ) صحرا میں تھا۔ جس کو جبانہ کہتے ہیں۔ آپ نے صرف ایک دفعہ بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھی تھی اور مسجد کے اشرف مواضع اور افضل بقاع ہونے بلکہ اس کے بعض حصہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ، ہونے کے باوجود بغیر عذر کبھی اس میں نماز عید نہیں ادا فرمائی۔

عید کی نماز

عید کی نماز سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ آپ نے کبھی اس نماز کو ترک نہیں فرمایا جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہو گیا یعنی اشراق کا وقت عید کی نماز کا اول وقت ہے اور قبل زوالِ شمس تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔

نماز عید کے لئے اذان ہے نہ اقامت۔ عن جابر بن سمرۃ قال صَلَّيْتُ مَعَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ (مسلم) نماز سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے۔ اسی طرح نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ اور نہ ہی عیدگاہ میں منبر لے جانے کا ثبوت ہے۔ نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کہنا اور عیدگاہ میں منبر لے جانا بدعت ہے۔ اور نمازِ عیدین سے پہلے اور بعد میں کوئی سنت نماز نہیں ہے نہ عیدگاہ میں نہ گھر پر۔

عید کی نماز کا طریقہ

دل میں نیت کرے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سبحانک اللھم یا اللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي پوری طرح پڑھے۔ پھر سورۂ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورۂ اعلیٰ یا سورۂ قاف پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع اور سجدوں سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورہ غاشیہ یا سورۂ قمر پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع سجدہ اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔

معلوم ہوا کہ عید کی نماز دو رکعت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ قرأت فاتحہ سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں گی اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے علاوہ قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔ ھٰذا ھو الحق کما بینہ شیخنا فی شرح الترمذی وفی رسالۃ القول السدید۔

اور تکبیر زوائد کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت کسی مرفوع صحیح حدیث سے نہیں ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تکبیر زوائد کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پس اگر کوئی ان کی اتباع میں رفع یدین کرے تو کر سکتا ہے۔

عید کا خطبہ

عید کی نماز کے بعد خطبہ اور وعظ کہنا سنت ہے۔ امام کو چاہیئے کہ مردوں کو خطبہ سنانے کے بعد عورتوں کے مجمع کے پاس پردہ سے باہر کھڑا ہو کر ان کو بھی وعظ و نصیحت کرے اور صدقہ و خیرات پر برانگیختہ کرے۔ اگر اسے یہ محسوس ہو کہ اس کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچی ہے۔

بعض ائمہ کے نزدیک عید کا خطبہ سُننا ضروری ہے سنّت کے مطابق خطبہ سن کر واپس ہونا چاہیئے۔ امام کو چاہیئے کہ سامعین کی زبان میں صدقہ و خیرات، اتفاق و اتحاد و اخلاص وغیرہ پر برانگیختہ کرنے کے علاوہ اہم اور ضروری وقتی مسائل اور ضروریات پر خطبہ سنائے۔

خطبہ ایک یا دو

عیدین کے لئے جمعہ کی طرح دو خطبہ دینا کسی معتبر مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے، دو خطبوں کے ثبوت میں تین روایتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ ایک حضرت جابرؓ کی جو ابن ماجہ میں مروی ہے۔ دوسری حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی جو مسند بزاز میں مروی ہے۔ تیسری حدیث حضرت ابن مسعودؓ کی جسے امام نووی نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ وروی عن ابن مسعود انہ قال من السنۃ ان یخطب فی العیدین خطبتین فیفصل بینھما بجلوس لیکن یہ تینوں روایتیں غیر ثابت ہیں۔ اس لئے امام نووی لکھتے ہیں۔ لم یثبت فی تکریر الخطبۃ شئ ولکن المعتمد فیہ القیاس علی الجمعۃ۔ انتھیٰ۔ تفصیل مرعاۃ ج ۲ ص ۳۳۳ میں ملاحظہ کی جائے۔

مذکورہ بالا روایتوں اور جمعہ پر قیاس کی بنا پر دو خطبے دیئے جائیں تو جائز ہے۔

شش عیدی روزے

رمضان کے روزے پورے کرنے کے بعد عید کے متصل ہی یا دو چار روز کے بعد شوال ہی کے مہینے میں پے در پے یا ناغہ کر کے چھ روزے رکھنے سے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

عن ابی ایوب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذَالِکَ صِیَامُ الدَّھْرِ (مسلم وغیرہ)

سال بھر کے روزوں کا ثواب ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قانونِ الٰہی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا کے مطابق ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے تو رمضان کے تیس روزوں کا ثواب تین سو دن کا ثواب ہو گا۔ گویا تیس روزے قائم مقام دس مہینے کے روزوں کے ہوئے اور تیس روزے رکھنے سے دس مہینے کے روزوں کا ثواب ملا۔ اب اسی قانونِ الٰہی کے مطابق شش عیدی روزے ساٹھ روزوں کے قائم مقام ہوئے۔ اور چھ روزوں سے دو مہینے کے روزوں کا ثواب ملا۔ معلوم ہوا کہ رمضان اور شش عیدی روزوں سے سال بھر کے روزوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

پس مسلمانو! اس اجرِ عظیم کو حاصل کرنے کے لئے رمضان کے بعد یہ چھ روزے رکھنے کی پوری کوشش اور سعی کرو۔ اگرچہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک شش عیدی روزے مکروہ ہیں مگر عام متاخرین حنفیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہیں اور ان روزوں کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں (عالمگیری)

بقیہ • اداریہ

اس طرح مختلف اداروں میں اضطراب و بے چینی پیدا نہیں ہو گی؟ اور اگر سب جگہ یہی تعطیلات کارفرما ہو جائیں گی تو کیا اس ملک کے معاشی اور اقتصادی عوامل متاثر نہیں ہوں گے؟ یہ موضوع نہایت تفصیل کا متقاضی ہے جس کو ہم نہایت اختصار سے بیان کر کے حکومت سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس حکم پر نظرِ ثانی کرے اور دو چھٹیوں کا فیصلہ واپس لے ۔۔۔ اگر آپ واقعی یہاں اسلام نافذ کر رہے ہیں تو اسلامی فکر و نظر پیدا کیجئے اور مغرب کی نقالی اور تفرنجی ذوق کی حوصلہ شکنی کیجئے۔

تحریر :۔ جناب عبد الغفور عاجز، کوٹلی مہاراں

درسِ توحید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النحل ۲۰۔۲۱) "اور اللہ کے علاوہ وہ دوسری ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روائی) کے لئے پکارتے ہیں، کسی چیز کے بھی خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ مُردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔"

الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور پر جن بناوٹی معبودوں کی تردید ہے وہ نہ بُت ہیں نہ شیطان۔ اور نہ فرشتے بلکہ صاف صاف مُراد قبر والوں سے ہے۔ قرآن پاک سُورہ اعراف میں ارشادِ ربانی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (الاعراف ۔۱۹۴) کہ "تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض اللہ کے بندے ہیں جیسے تم بندے ہو۔ ان سے دعائیں مانگ دیکھو، یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں؟ اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔

مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث نبوی ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگو! کان کھول کر سُن لو کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں اُنہوں نے اپنے انبیاء اور اپنے اولیاء کی قبروں کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ سنو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ میں اس فعل سے تم کو منع کرتا ہوں (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۶۹)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ذہنوں کو تعصّب سے پاک کر کے ملاحظہ فرمانا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو صالحین کے مزاروں پر آتا اور کہتا "اے قبر والو، میں کئی مہینوں سے تمہارے پاس آتا ہوں اور تمہیں پکارتا ہوں۔ میرا سوال یہی ہے کہ تم میرے حق میں دعا کرو۔ کیا میرے لیے کوئی بھلائی ہے؟ امام صاحب نے یہ الفاظ سُنے تو فرمایا۔ ان بزرگوں نے تیری فریاد رسی کی ہے؟ بولا نہیں تو فرمایا۔ خدا تمہیں غارت کرے تو ایسے جُثوں سے ہم کلام ہوتا ہے جو جواب نہیں دے سکتے۔ جن کے اختیار میں کوئی چیز نہیں۔ آواز بھی نہیں سُن سکتے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ وما انت بمسمع من فی القبور (ترجمہ۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تم قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔ (غرائب فی تحقیق المذاہب)

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالیؔ مسدس میں لکھتے ہیں کہ :۔

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

ہوش مندو! تم جس مالک پر ایمان لائے ہو اس کا فرمانا تو یہ ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

کہ (تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم مومن بن جاؤ) اگر اس فرمانِ خداوندی کو حق مانتے ہو تو یہ بھی مانو کہ اب تم اس ایمان کے حامل نہیں رہے جس ایمان سے دنیا اور آخرت کی سربلندی اور تاجداری کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ثبوت چاہتے ہو تو ایک طرف سجدوں میں جھانک کر دیکھو اور دوسری طرف قبروں اور آستانوں پر عقیدت مندوں کے ہجوم کا مشاہدہ کرو۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آجائے گی کہ عقیدت مندی کے ساتھ ساتھ دکانداری نے ایمان کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ کیا کیا گل کھلائے ہیں ان لوگوں نے — بزرگوں اور اولیاء اللہ کی قبروں کی قیمت وصول کی جا رہی ہے اور من و سلویٰ سمجھ کر کھائی جا رہی ہے مجاورت اور قلندری ہے، سجدے اور طواف ہیں، شیرینی اور چادریں ہیں، چرس اور بھنگ ہے۔ عریانی اور فحاشی ہے۔ گانا اور بجانا ہے۔ عرس اور میلے ہیں۔ منتیں اور مرادیں ہیں۔ تبرک اور چڑھاوے ہیں۔ ڈھول اور بھنگڑا ہے۔ قوالی اور دھمال ہے۔ غرض ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا جس میں مبتلا ہونے والوں کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں جہنم کی آگ سے ڈرایا تھا۔ لیکن آج کے مسلمان کا یہ حال ہے کہ ہر سال حج کے دن کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ احرام کی جگہ ننگے سر یا ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے۔ لبیک اللھم لبیک ... کے مقابلے میں یا ہو، حق باہو بے شک باہو کا نعرہ لگتا ہے۔ غلاف کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے۔ حجر اسود کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائنتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے۔ طواف کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں۔ سجدے اور رکوع ہوتے ہیں۔ دعائیں اور مناجاتیں کی جاتی ہیں۔ ملتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازہ سے چمٹا جاتا ہے بابا کی بیٹھک سے ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعی صفا و مروہ کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ زمزم کی جگہ قبر کے دھون کے مبارک پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے۔

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اللہ کو ایک اور اکیلا مالک خالق ماننے والی اس توحیدی اُمت میں جس کی بندگی کی ہر خواہش کی تکمیل کے لئے اس نے اپنا گھر مہیا فرما دیا تھا۔ آخر یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہو گیا، تو جواب صاف ہے کہ ایک مدت گزر جانے کے بعد فن دینداری کے ماہروں نے اپنا پیشہ چمکانے کے لئے ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں اور دیویوں کی فوج تیار کر کے ان کے گرد ایک عظیم الشان دیو مالا کا تانا بانا بُن دیا۔ پھر "اسلامی کاشی" اور "متھرا" وجود میں آئے اور مسلمان "گنیشوں اور دلیوں" نے جنم لیا۔ کھڑے پتھروں کی جگہ پڑے پتھروں نے قبروں کی شکل میں اپنے استھان بنائے اور درشن کا نام بدل کر یار لوگوں نے زیارت رکھ دیا۔ پرنام کی جگہ سلام نے لے لی۔ ڈنڈوت نے سجدہ تعظیمی کا جامہ پہنا۔ پھیروں کے بجائے طواف ہونے لگے۔ پرشاد تبرک بن گیا۔ بھجن نے قوالی شریف کا روپ دھار لیا اور یہ موجودہ دین وجود میں آیا۔ اور بقول شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی والی صورت یہ پیدا ہو گئی:

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

اُن حالات کو مدِ نظر رکھ کر آئیے۔ آگے بڑھیئے اور گلی گلی قریہ قریہ، توحید باری تعالیٰ اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہنچا گئے اور اس اُمت کو موجودہ روش کی بدانجامی سے خبردار کیجئے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمان سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے۔

حکیم عبدالرحمن خلیق خطیب جامعہ رحمانیہ ، ہدوملہی

(قسط ۲ آخری)

مطالعہ پاکستان

محکمہ تعلیم اپنی ذمہ داری کا احساس کرے

تاریخ نویس اہل قلم کو تاریخ نویسی کے آداب و قواعد کا احترام کرنا چاہیئے

ہماری ان گزارشات کا محرک اس کتاب کے مصنفین کا وہ جذبہ ہے جس کا اظہار جناب شیخ محمد رفیق صاحب نے حرف آغاز کے آخر میں بالفاظ ذیل کیا ہے ۔

اس میں اغلاط کا بھی امکان ہے اور اس کو مزید بہتر بھی بنایا جاسکتا ہے جو احباب اس طرح کی کوئی چیز محسوس فرمائیں ازراہ عنایت اس کی طرف متوجہ فرمائیں ۔ انشاء اللہ اصلاح کرنے میں ہمیں متامل نہیں پائیں گے (ص ۲)

شیخ صاحب کے ارشاد کے بعد ہمیں اپنی بات کہنے میں آسانی مہیا ہوگئی ہے ۔ اور ہمارے نزدیک انہیں ان کی کتاب کے کسی مقام کی طرف متوجہ کرنا کوئی عنایت یا احسان نہیں ۔ بلکہ یہ ایک فریضہ ہی ہے ۔

ہمیں امید ہے کہ انہوں نے جس بلند حوصلگی سے ایک نیک جذبہ کا اظہار کیا ہے وہ ہماری گزارشات کے بعد بھی اپنے نیک عزم پر قائم رہیں گے ۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

اس کتاب کے باب اول میں زیر عنوان "اساس پاکستان" لائق مصنفین نے اُن بزرگوں کا ذکر کیا ہے جن کا ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے خاتمہ کے بعد یہاں از سر نو اسلامی حکومت کے احیاء کی مساعی میں دخل رہا ہے ۔ اور اُنہوں نے بغیر کسی متعین پروگرام کے اسلامی سلطنت کے لئے اساس مہیا کی ہے ۔

لائق مصنفین اس کتاب کے صفحہ ۱۸ پر بعنوان بالا تحریر کرتے ہیں ۔

"جب مسلمانوں کی سیاسی قیادت ہندو مسلم اتحاد کی لے میں ملی ترانے ڈھال رہی تھی ۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی اس کی شدت سے مخالفت کر رہے تھے ۔ اُن کی طرف سے خلافت کا اصل سبب بھی یہی تھا ۔"

ہم کسی بھی خادم ملک وملت ۔ بزرگ کی کردار کشی گناہ سمجھتے ہیں اور بدل وجان چاہتے ہیں کہ ہر خادم اسلام اور خادم ملک وملت کو اس کی خدمات کے مطابق خراج تحسین ادا کیا جانا چاہیئے ۔ اور اس باب میں کسی فقہی مسلک اور کسی جماعتی یا گروہی تعصب کو دخل انداز ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے ۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی مقتدا یا محبوب کی تاریخ بھی خود اختراع کرنے لگ جائے ۔ اور وہ اس کے لئے وہ کچھ چاہے جو اُس کے مقتدا کا حق نہیں ہے ۔ یعنی قرآن پاک کی زبان میں ۔

یُحِبُّونَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا

کہ لوگ چاہتے ہیں کہ اُن سے وہ محاسن بھی منسوب کر دئے جائیں جو اُن کی ذات میں پائے نہیں جاتے ۔

سوال کیا جاسکتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کس مرحلہ پر پاکستان کے لئے اساس مہیا کرنے والے بزرگوں میں شامل ہوئے ہیں اور افسوس ہے کہ اس کتاب کے مصنفین نے اس سوال کا جواب نہیں دیا ان کی کوئی خدمت بیان نہیں کی اُن کا کوئی کارنامہ تحریر نہیں کیا ۔

اس پر المیہ یہ ہے کہ انہوں نے جناب بریلوی کے لیے پاکستان کے مؤسسین میں جگہ مختص کرنے کے لئے اس راہ کے اصل مسافروں پر جو تعریض کی ہے اور جس زہریلی زبان میں اُنے خدام ملک و ملت کا ذکر کیا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یا تو اس کتاب کے فاضل مصنفین کو اپنے تیر کا ہدف معلوم نہیں یا انہوں نے اپنی خواہش کو تاریخ بنا کر اپنے منصب سے بے انصافی کی ہے ۔

کیا اس کتاب کے فاضل مصنّفین کو معلوم نہیں کہ ملک کے ان حالات میں ہندو مسلم اتحاد کی لَے میں ملّی ترانے ڈھالنے والے کون لوگ تھے اور تحریکِ خلافت کی غرض کیا تھی اور اس تحریک کو کون لوگ چلا رہے تھے جن کی مخالفت جناب احمد رضا خاں صاحب کا حاصلِ حیات رہا ہے !

اگر فاضل مصنّفین کو اُن بزرگوں کا تعارف حاصل نہیں ہے تو ملتِ پاکستانیہ کو اپنی بدنصیبی کا ماتم کرنا چاہیئے کہ اُسے ایسے مؤرّخ نصیب ہوئے ہیں ۔

بات نازک ہے اور ہم اس کو بڑھانا نہیں چاہتے ۔ ہم یہ نکتہ اس کتاب کے مصنّفین کے غور کے لئے ان کے سپُرد کر کے آگے بڑھتے ہیں ۔

جنابِ بریلوی کی اُفتادِ طبع

جناب احمد رضا خاں صاحب نے اپنی پوری زندگی اپنے سوا کسی سے پیار نہیں کیا ، کسی کی طرف صلح کا ہاتھ نہیں بڑھایا کسی کے دستِ صلح کو قبول نہیں کیا ، اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں جانا ۔ اُن کے قلم کی اذیت رسانی سے ملک کے اندر کوئی قابلِ ذکر شخص بچ نہیں سکا ۔ انُہوں نے اپنے ایجاد کردہ بعض مسائل سے اتفاق نہ رکھنے والے ہر شخص کو کافر مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ۔

یہاں ان کی زندگی کا محاکمہ مقصوُد نہیں کیونکہ یہ ایک لمبی کہانی ہے اور ایک الگ بحث ہے ۔ مگر اس سے یہ تو بالکل واضح ہے کہ ان جیسا مزاج رکھنے والے لوگ کسی تعمیری مہم کا کسی مرحلہ پر اور کسی درجہ میں بھی کوئی حصہ نہیں بن سکتے ۔

جناب احمد رضا خاں اور پاکستان

زیر بحث کتاب کے مصنفین نے سمیت کسی مبصر کے پاس بھی ایسی کوئی خورد بین موجُود نہیں ہے ۔ جس کی مدد سے پاکستان کی فکری یا عملی تحریک کے کسی مرحلہ پر جناب احمد رضا خان صاحب کا کوئی رشتہ دریافت ہو سکے ۔ پاکستان کی فکری تاریخ سے تو ان حضرت کا کوئی رشتہ اس کتاب کے مصنفین بھی نہیں بتا سکے اور حصولِ پاکستان کی عملی تحریک سے پہلے آپ وفات پا چکے تھے ۔ یہ تحریک ۱۹۴۰ء میں منظم ہوئی تھی اور آپ کی وفات ۱۹۲۱ء کا واقعہ ہے ۔ علاوہ ازیں ہندوستان میں مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کا تصور بھی علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد (۱۹۳۰ء) سے شروع ہوا ۔

جناب احمد رضا خاں صاحب کی حقیقی خدمات

ہمیں حضرت مجدد بریلویت کی شخصیت ، ان کی مؤثریت اور ان کی خدمات سے انکار نہیں ہے ۔ وہ اپنے حلقوں میں ایک مؤثر شخصیت کے حامل تھے ۔ ان کا حلقہ اثر بھی کافی تھا مگر افسوس ہے کہ ان کی خدمات اور ان کی مؤثریت کا پورا بوجھ انگریز کے اسلام دشمن پلڑے میں ہی پڑا ہے اور انہوں نے اپنی زندگی میں اگر کوئی خدمات انجام دی ہیں تو وہ اسلام دشمن انگریز کو ملک پر مسلط رکھنے کے لئے ہی انجام دی ہیں ۔

تقریب کی رعایت سے ہم ان کی دو خدمات کا یہاں ذکر کرتے ہیں ۔

جناب احمد رضا خاں کی پہلی خدمت

ملک کے لئے جن لوگوں نے اہلِ ملک کی فکری اور ذہنی تربیت کی اُن کی خدمات اپنی جگہ بے حد اہم ہیں مگر پاکستان کے حقیقی مؤسس وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایوانِ پاکستان کی تعمیر کے لئے اپنی جان ، اپنے لہو اور اپنی ہڈیوں کا نذرانہ پیش کیا ۔ اور اپنے لہو کے پانی سے مستقبل میں لہلہانے والے اس پودے کی رگہائے جاں کو سیراب کیا ۔ جس کی بہار کو آج ہم

باغوں اور گلزاروں میں ہی نہیں ۔ گلیوں اور بازاروں میں بھی مسکراتے دیکھ رہے ہیں ۔ ہم زیرِ بحث کتاب "مطالعہ پاکستان" کے قابلِ احترام مصنفین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ملک کی تاریخ کے چند اوراق پیچھے کو الٹ کر اُس دَور میں پہنچ جائیں جہاں مجدد بریلویت کے ہم وطن بزرگ حضرت سید احمد بریلوی شہیدؒ اور اُن کے مرید باصفا حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ کے عساکر سے بچے کھچے مجاہدین انگریزوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں اور انہیں ہر قیمت پر ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی قسمیں اٹھائے ہوئے ہیں ۔

خاندان ولی اللٰہی کے چشم و چراغ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر انگریز کے خلاف جہاد کا فتوےٰ دے رکھا ہے اور پُورے ملک سے مجاہدین کے لئے امدادی رقوم اور سامان زلیست جمع کر کے پہنچایا جا رہا ہے ۔

انہی حالات میں جب انگریز کی جان پر بنی ہے اور وہ جہاد کے جذبہ کا اپنے پاس کوئی توڑ نہیں پاتا تو جناب احمد رضا خان آگے بڑھتے ہیں ۔ اور انگریز کی حمائت میں مجاہدین کے خلاف کفر وارتداد کا فتوےٰ جاری کرتے ہیں ۔ اور ہندوستان کو دارالحرب کے بجائے دارالاسلام ثابت کرنے کے لئے " اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام " کے نام سے ۳۲ صفحہ کا ایک ضخیم فتوٰی شائع کر کے ملک کے دُور دراز حصّوں تک پہنچاتے اور پھیلاتے ہیں ۔ انگریز کے خلاف مجاہدین کی امداد کو حرام قرار دیتے ہیں اور اس طرح انہوں نے مجاہدین کی اُس امداد کو بے جان کر کے رکھ دیا جو پورے ملک سے اب تک اُنہیں چوری چھپے مہیّا کی جا رہی تھی ۔

پاکستان کے لئے اساس مُہیّا کرنے کے سلسلہ میں حضرت کی یہ پہلی کامیاب کوشش ہے ——— !!

دُوسری خدمت

۱۸۸۵ء میں آل انڈیا نیشنل کانگرس کی بنیاد رکھی گئی جس میں ہندو اور مسلم دونوں قوموں کے اکابر شامل تھے اور باہمی طے ہوا تھا کہ یہ کمیٹی اہلِ ملک کے لئے بہترین تجاویز مرتب کر کے حکومت کے سامنے اہلِ ملک کی بھلائی کی راہیں کھولے گی ۔ اور اہلِ ملک کو منظم کر کے حسبِ حالات ان کی خدمت کے لئے آمادہ رہے گی ۔ مسلمان اکابر پورے اخلاص سے اس کمیٹی کے ساتھ تعاون کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ آگے چل کر خود قائدِ اعظم محمد علی جناح بھی کئی برس تک اس کمیٹی سے وابستہ رہے ۔

مسلمان اکابر نے اپنی قوم کی بھلائی کے لئے اس کمیٹی کے سامنے بہت سی تجاویز پیش کیں ۔ مگر ہندو اکثریت نے مسلمانوں سے ہمیشہ سوتیلی ماں کا ہی سلوک روا رکھا ۔ بالآخر اکیس برس تک کی طویل مگر ناکام رفاقت کے بعد جب مسلمان اکابر کانگرس کی مسلم دوستی سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے ۱۹۰۶ء میں اپنی الگ تنظیم تشکیل دی اور پھر اس جماعت نے مسلمانوں کے لئے الگ حقوق کا مطالبہ کیا ۔

مسلم لیگ کے مطالبات میں سرِ فہرست مطالبہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا جائے ۔ ہندو کانگرس نے اس مطالبہ کی سخت مزاحمت کی مگر دو اڑھائی برس کی کشمکش کے بعد بالآخر ۱۹۰۹ء میں منٹو مارلے سکیم کے بموجب مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ مان لیا گیا ۔

مسلمانوں کے حقوق کے سوال پر کانگرس اور مسلم لیگ کا اختلاف بڑھتا ہی گیا اور کم و بیش سات برس تک کے تصادم کے بعد کانگرس کو اپنی سوچ میں ترمیم کرنا ہی پڑی اور کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان ایک سمجھوتہ ہو گیا ۔ بالآخر ۱۹۱۶ء میں مانٹیگو چیمسفرڈ اصلاحات میں اسی سمجھوتہ کے مطابق صوبائی کونسلوں میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کی سیٹوں کی تعداد مقرر کر دی گئی ۔ اب ظاہر ہے کہ مسلم لیگ کی یہ مہم ہندو کانگرس کی مسلم دشمنی کے خلاف ایک جہاد کی حیثیت ہی رکھتی ہے ۔ اور اگر جناب احمد رضا خاں مسلم قیادت سے اس لئے ناراض

تھے کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے ملی ترانے ڈھال کر مسلم دشمنی کی مرتکب ہے۔ تو حالات کی اس تبدیلی پر انہیں اپنا غصہ تھوک کر مسلم قیادت کا معاون بن جانا چاہیئے تھا۔ اور جہاں تک مسلم مفاد کے لئے لیگ کانگرس سمجھوتے کا تعلق ہے تو یہ بات نہ اسلام کے مزاج کے ہی منافی تھی اور نہ یہ کوئی منفرد مثال ہی تھی۔ تاریخ اسلام میں غیر مسلموں سے سیاسی اور امن سمجھوتوں کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اور ملک کی ضرورت سے غیر مسلم یہودیوں اور عیسائیوں سے سمجھوتے کئے ہیں۔ آپ کے خلفاء میں بھی حسب ضرورت یہ روایت موجود رہی ہے۔ اور اگر ہندو مسلم اتحاد کی مساعی کفر کی کوئی شکل تھتے تو یہ کفر اب مشرف باسلام ہو چکا تھا۔ مگر مطالعہ پاکستان کے لائق مصنفین کو یہ حقیقت کیونکر باور کرائی جائے کہ مسلم قیادت سے آپ کی ناراضگی کی اصل وجہ یہ نہیں تھی ورنہ ان کا یہ عذر تو ختم ہو گیا تھا۔

انہیں شاید اس بات کا علم نہ ہو کہ آگے چل کر مسلمانوں کی تعلیمی تنظیم مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا ایک ملک گیر اجلاس جب کاٹھیاواڑ میں منعقد ہوا تو حضرت نے بڑی محنت سے اس کانفرنس میں شرکت اور اس کے انعقاد میں ہر قسم کی امداد حرام قرار دی اور اس عظیم خدمت کے لئے انہوں نے باقاعدہ کتابچہ فتوائے شائع کر کے تقسیم کیا جو آج بھی "الدلائل القاھرہ علی الکفرۃ النیاشرہ" کے تکلیف دہ نام سے بازار میں میسر ہے ——— اور ظاہر ہے کہ پاکستان کی اساس مہیا کرنے میں حضرت کی یہ دوسری عظیم خدمت بھی ایک کارنامہ ہی ہے۔

پیروانِ احمد رضا خاں

مطالعۂ پاکستان شائع کردہ سٹینڈرڈ بک ہاؤس کے لائق مصنفین تحریر کرتے ہیں۔

"آپ (احمد رضا خاں) کے پیروؤں نے تحریک پاکستان میں یکسوئی سے حصہ لیا (ص۱۸)"

سبحان اللہ! ؎

کئے اس پیار میں بھی آپنے لاکھوں ستم ہم پر
خدا نا خواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

اس مرحلہ پر ہم اس کتاب کے مصنفین کے بارے میں فیصلہ نہیں کر سکے کہ ان کے اس ارشاد کو ہم ان کی خود فریبی کہیں شخصیت پرستی کا نام دیں یا پھر تاریخ سے ان کی یکسر بے خبری قرار دیں کیونکہ یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہے۔ اور اس کتاب کے مصنفین بھی جانتے ہیں کہ پاکستان جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور جو ہمارا وطن ہے اس کے بانی قائداعظم محمد علی جناح ہیں۔ اور اس پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے جو تحریک چلائی گئی تھی اس کی قیادت بھی قائداعظم کے ہاتھ میں تھی اور انہی کی جماعت مسلم لیگ نے اس تحریک کا اہتمام کیا جس کے وہ صدر تھے۔

یہ تحریک از اول تا آخر مسلم لیگ کے زیر اہتمام ہی جاری رہی اور یہ سعادت بالآخر قائداعظم اور مسلم لیگ کے ہی مقدر میں ہوئی کہ ان کے ہاتھوں دنیا کی سب سے بڑی مسلمان سلطنت پاکستان نے وجود پایا۔

اب اس بات کو تو اس کتاب کے مصنفین بھی جانتے ہیں کہ جناب احمد رضا خان اس تحریک میں کوئی حصہ نہیں لے سکے تھے کیونکہ اس مرحلہ پہ وہ زندہ نہیں تھے مگر انہیں اس بات پر بڑا اصرار ہے کہ جناب احمد رضا خاں صاحب کے پیروکاروں نے پاکستان کی اس تحریک میں پوری یکسوئی سے حصہ لیا تھا۔

اور ظاہر ہے کہ اس غرض سے پھر آپ کے پیروؤں نے مسلم لیگ اور قائداعظم کی بھرپور امداد کی ہو گی اور اس مہم میں وہ قائداعظم کے نہایت پرجوش ساتھی رہے ہوں گے تو آئیے مجدد بریلویت کے پیروکاروں کی اس مہم میں یکسو امداد کا ایک منظر ملاحظہ فرماتے چلیئے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب پاکستان کے وجود پا لینے کا مرحلہ سر پر آ ہی گیا تو جناب بریلوی کے پیروکاروں میں کھلبلی مچ گئی کیونکہ پاکستان کا بننا انگریز کی مرضی کے بھی خلاف تھا۔ اور

ہندو کانگریس کے مفاد کے بھی منافی تھا جس سے حضرت بریلوی زندگی بھر زور اکشتی لڑتے رہے تھے۔

حضرت تو اس مرحلہ پر زندہ نہیں تھے مگر تسلیم کر لینا چاہیئے کہ آپ کے پیروکاروں نے آپ کے فکر و نظر کی پوری ترجمانی کی۔

آپ کے پیروکار انگریز اور ہندو کی مدد کے لئے بے چین ہو کر بڑھے اور قائد اعظم مسلم لیگ اور پاکستان کے دوسرے سیاسی کرداروں کے خلاف کتابوں پر کتابیں تصنیف کر کے ملک میں ہر طرف پھیلا دیں۔

۳۹ء میں پاکستان کی سرحد قریب نظر آنے لگی تھی اور مسلمان اپنا الگ وطن حاصل کرنے کے لئے بھرپور تیاریاں کر رہے تھے اور یہی ۱۹۳۹ء حضرت بریلوی کے پیروکاروں کی لیگ دشمنی اور جناح آزاری کا بھرپور سال تھا۔ اس برس اُن کی طرف سے ملک بھر کے تمام ہی قابلِ ذکر زعماء کے خلاف کفر و ارتداد کے بھرپور فتوے شائع کئے گئے۔

۴۰ء میں جب قرارداد لاہور کے پاس ہو جانے کے بعد تحریک شباب کو چھونے لگی تو آپ کے پیروکاروں کا عناد بھی دھواں بن بن کر نتھنوں سے نکلنے لگا۔ ۴۲ء میں حضرت کے ایک خلیفہ جناب ابو طاہر محمد طیب کی طرف سے ایک کتاب شائع کی گئی جو آج بھی تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ کے نام سے ہمارے بازار میں ملتی ہے جس میں حضرت بریلوی کے خلیفہ نے ملک کے تقریباً ہر بہی خواہ کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کیا ہے اور تحریک پاکستان کی یکسوئی کے ساتھ امداد کرتے ہوئے آپ کے خلیفہ صاحب بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم جناح کے بارے میں لکھتے ہیں۔

بحکمِ شریعت مسٹر جناح اپنے عقائدِ کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے (تجانب اہل السنۃ ص ۱۲۲)

بانیٔ پاکستان اور مسلم لیگ کے صدر کی یکسو امداد کے بعد حضرت کے خلیفہ قائد مسلم لیگ کے پیروکاروں یعنی مسلم لیگیوں کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔

لیگیہ غالیہ اپنے عقائدِ کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بحکمِ شریعت قطعاً اسلام سے خارج اور کفارہ مرتد ہیں جو مدعیٔ اسلام اُن کے قطعی یقینی کفر پر یقین رکھتے ہوئے بھی ان کو مسلمان کہے یا اُن کے کافر ہونے میں شک رکھے۔ یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد۔ (تجانب اہل السنۃ ص ۴۵۲)

ان فتاویٰ کے جاری ہونے کا زمانہ ۳۹ء سے ۴۲ء تک کا وہ زمانہ ہے جب ہندو کانگرس اور انگریز دونوں ہی مسلم لیگ کی تحریک سے دم بخود تھے اور تحریک کے خوفناک تیور اور اہلِ تحریک کے آہنی اور غیر متزلزل عزائم کو دیکھ کر بوکھلا گئے تھے اور انہیں ایسے معاونین کی ضرورت تھی جو ماضی میں مجاہدین کے خلاف انگریز کے حق میں آیۂ رحمت بننے والوں کی طرح آگے بڑھ کر اپنے بزرگوں کی روایات کو دُہرائیں چنانچہ وہ لوگ پھر آگے بڑھے اور فتاویٰ کی توپوں کے منہ کھول دیئے۔

الجواب السنیۃ علی زہاد السوالات اللیگیۃ ۱ غلبۃ فئۃ قلیلۃ الہیۃ۔

احکامِ نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری

تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ

یہ اور اسی قماش کی دوسری بہت سی کتابیں اسی دور کی پیداوار ہیں اور اپنی اپنی جگہ ان میں سے ہر کتاب ہی ماشاء اللہ پاکستان کی اساس مہیا کرتی ہے اور یہ ساری مساعی پوری یکسوئی سے تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے کا ہی حصہ ہیں۔

یہ بے خبری ہے یا ساز باز

یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ مطالعۂ پاکستان کے نام سے ایک ہی جماعت کے لئے متعدد مصنفین کی متعدد کتابیں نصاب کا حصہ بنا دی گئی ہیں۔

میں نے ایف اے کے متعدد طلبہ اور طالبات سے مطالعۂ پاکستان کے نام سے نصابی کتب منگوائیں اور یہ معلوم کر کے باقی سب لوگوں کو بھی حیرت ہو گی کہ ایک ہی جماعت کے لئے ایک ہی مضمون کی وہ کتابیں متعدد مصنفین کی بھی تھیں۔ خود متعدد بھی

تھیں ۔ باہمدگر مختلف المعنی اُمور پر بھی مشتمل تھیں ۔ اور مختلف المعلومات بھی تھیں ۔ اور وہ ایک ہی جماعت کو پڑھائی جا رہی تھیں کسی متعلّم اور متعلمہ کے پاس کسی ایک مصنّف کی تصنیف تھی اور کسی متعلم اور متعلمہ کے قبضہ میں کسی دوسرے مصنف کی تصنیف تھی اور دونوں کو نصاب کے مطابق تصنیف شدہ بھی بتایا گیا تھا ۔

معلوم نہیں محکمہ تعلیم کے حکام کے مختلف گروپوں نے مل کر اپنے اپنے دوستوں کو خوش کیا ہے یا اس کا سبب کوئی اور داخلی یا خارجی حادثہ ہے ۔ بہرحال یہ ابتری محکمہ تعلیم کے لئے کسی طرح بھی وجہ فخر و ناز نہیں ہے ۔

ایک کتاب کا تعارف تو ہمارے قارئین حاصل کر ہی چکے جسے تین اسسٹنٹ پروفیسروں نے اپنی مشترکہ محنت سے ترتیب دیا ہے مگر دوسری کتاب اسی نام سے تین پروفیسروں نے تصنیف کی ہے ۔ جن میں سے ہر ایک اپنے اپنے شعبہ کا صدر ہے ۔ یہ بزرگ اُن پہلے مصنفین سے سینئر بھی ہیں اور ان کے بیانات مقابلۃً زیادہ صحیح اور دستاویزی ہیں ۔

زیرِ بحث تذکرہ کے بارے میں انہوں نے یہ بات بہت صحیح لکھی ہے کہ :۔

ماضی میں علماء کا ایک خاص طبقہ مولانا ابوالکلام آزاد اور جمعیۃ علمائے اسلام ہند دیوبند کی وجہ سے کانگرس کا حلقہ بگوش بنا ہوا تھا اس کے علاوہ ایک بڑا طبقہ بریلوی علماء کا بھی اس مخالف صف میں شامل تھا چنانچہ انہی دنوں (جب تحریک پاکستان اپنے شباب پر تھی) ان لوگوں نے مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری سنہ ۳۹ھ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ سنہ ۳۹ھ الجواب السنیۃ علی زھاء السوالات اللیگیہ اور تجانب اہل السنۃ سنہ ۶۲ھ جیسی کتابیں لکھیں ۔ تجانب اہل السنۃ میں مولوی ابوطاہر محمد طیب نے ہر قابلِ ذکر مسلمان لیڈر پر جن میں علامہ اقبال اور حضرت قائد اعظم بھی شامل تھے کفر کے فتوے لگائے (مطالعہ پاکستان شائع کردہ طارق برادرز اردو بازار، لاہور ص ۱۷۶)

حیرت ہے کہ یہ صحیح تر معلومات اور امور واقعہ مطالعہ پاکستان سٹینڈرڈ بک ہاؤس کے مصنفین کی نگاہ سے یکسر اوجھل رہے اور انہیں یہ خلا غلط بھرتی سے پُر کرنا پڑا ۔ اس مرحلہ پر محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار سے بھی یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ ایک ہی جماعت کے بچے جب ایک ہی مضمون میں اپنی اپنی جگہ بالکل متضاد معلومات کو بطور "مطالعہ پاکستان" کے قبول کریں گے، تو اُن کے اس فکری و ذہنی اختلاف سے پاکستان کا مستقبل جب فکری انتشار سے دوچار ہو جائے گا اور طلبہ کی فکری گمراہی جن بھول بھلیوں کو تخلیق بخشے گی اس کی ذمہ داری کس پر ہے ؟

آخری گذارش

آخر میں ہم اس کتاب کے فاضل مصنفین کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنے "حرفِ آغاز" کے ذریعہ ہمیں یہ چند سطور لکھنے کی جرأت دلائی اور ہم اُن سے بھی اُمید کرتے ہیں کہ وہ حرفِ آغاز کی نوشت کے جذبہ سے ہی ہماری گزارشات پر غور فرمائیں گے ۔

ہمیں اُن کی خدمت میں ایک بات یہ بھی عرض کرنا ہے کہ وہ جناب احمد رضا خان صاحب مجدد بریلویت سے بے شک اپنی عقیدت استوار رکھیں مگر اس عقیدت کا ایوان اخبارات کے رنگین ایڈیشنوں کی بنیاد پر استوار نہ کریں کیونکہ ہمارے یہ استحصالی مزاج رکھنے والے مالکان اخبارات کا رنگین ایڈیشنوں سے ہمیشہ یہی مقصد نہیں ہوتا کہ وہ کسی شخصیت کے حضور خراجِ عقیدت کا نذرانہ پیش کریں بلکہ یہ پیشہ ور لوگ ایسے کام اپنی ضرورت سے کرتے ہیں ۔

جناب احمد رضا خان صاحب تو پھر مسلمانوں کے ایک جدید مکتب فکر کے بانی اور قائد ہیں اگر پیشہ ور اخبارات کے مالکان کو پتہ چلے کہ اخبار کا کانگا تیلی نمبر نکالنے سے اخبار کے ہزار دو ہزار پرچے زیادہ بک جائیں گے تو وہ کانگا تیلی نمبر نکال دیں گے، رکیسہ لنگڑا نمبر نکال دیں گے، ممدو حلال خور نمبر نکال دیں گے ان لوگوں کی بھلی پوچھئے ع بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

پس آپ جناب احمد رضا خان کے اخباری نمبروں سے ان کی شخصیت کا مطالعہ نہ کریں بلکہ اُن کا مطالعہ خود اُن کی اپنی تاریخ اور ان کے کردار سے کریں تاکہ آپ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکیں ۔

جناب عبد الخالق عشر - لاہور

ہوسِ زر • ایک معاشرتی ناسور

ذاتی مفاد کو اجتماعی مفاد پر ترجیح دینا ، دوسروں کے مفاد کو نظر انداز کرکے محض اپنے مفاد کی پرورش میں لگے رہنا ایک ایسا مہلک اخلاقی مرض ہے کہ اس سے انسان کی فکر و عمل کی قوتیں یکسر منفی ہو کے رہ جاتی ہیں ! خود غرضی ویسے تو دوسرے انسانوں کے حقوق پامال کرنے کی کئی طرح سے ترغیب دیتی ہے لیکن اس کی سب سے زیادہ زد لوگوں کے معاشی حقوق پر پڑتی ہے ، انسان کو اس راہ پر لگا دیتی ہے کہ جلبِ زر کے لئے جو کچھ اور جیسا کچھ بھی کیا جائے روا ہے ۔ ہوسِ زر کے نشے میں انسان کا اندازِ فکر کلیتہً منفی ہو جاتا ہے ۔ اس کی زیادہ سے زیادہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں کے وسائلِ زیست کو پامال کرکے اپنے وسائل کو وسیع تر کیا جائے ۔ روپیے کے حصول کی دوڑ لگ جاتی ہے ۔ ہر شخص راتوں رات لکھ پتی بلکہ کروڑ پتی بننے کے جنون میں اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جاتا ہے حالانکہ اسلامی اندازِ فکر کے مطابق معاشرتی حُسن کو برقرار رکھنے اور بنی نوع انسان کو اضطراب و انتشار کی زد سے بچانے کے لئے لازم ہے کہ ذاتی مفادات کی بجائے اجتماعی مفادات کو ترجیح دی جائے !

ہوسِ زر بے رحم بناتی ہے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دولت کی ہوس انسان کو بے رحم بناتی ہے ۔ اوصافِ رذیلہ کی اگر بہ تمام و کمال فہرست مرتب کی جائے تو ہوسِ زر کا درجہ سرِ فہرست ہوگا ۔ کیونکہ تقریباً تمام برائیاں اسی سے جنم لیتی ہیں ، یہ انسان کو منفی معاشی جد و جہد کی ترغیب دیتی ہے اور ظلم کی راہوں پر لگاتی ہے ۔ اس نے نہ صرف معاشرے کی اخلاقی ، اقتصادی اور معاشی ترقی رک جاتی ہے بلکہ اس مرض میں مبتلا ہونے والا خود اپنی ذات کے لئے اور اپنے خاندان کے لئے بھی مفید ثابت نہیں ہوتا ، کیونکہ آسان راہوں سے آئی ہوئی دولت افرادِ خانہ کو تن آسان بنا دیتی ہے ۔ ان کی خداداد صلاحیتوں کو کما حقہٗ بروئے کار لانے میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے ۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ ثابت کرکے انسانوں کو موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا کرنا ، جعلی ادویات تیار کرکے لاچار اور بے بس مریضوں کو موت کے منہ میں دھکیلنا ، بچے اغوا کرکے ان کے والدین اور لواحقین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غم و الم ، یاس و حسرت کی اتھاہ گہرائیوں میں اتارنا ، رشوت خوری ایسے ناپاک فعل کا مرتکب ہو کر کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ کے نظم و ضبط کو برباد کرنا ، سمگلنگ ایسے گھناؤنے کاروبار کے ذریعہ ضروری اشیاء کو باہر بھیج کر اپنے ہم وطنوں کو ضروریات سے محروم کرنا اور غیر ضروری اشیاء لاکر ان کی قوتِ خرید کو مفلوج کرنا کوئی کم ظلم کے کام نہیں لیکن دولت کی ہوس انسان کے احساس کو اس حد تک مردہ کر دیتی ہے کہ وہ اس ضمن میں سوچنے کی قوت ہی کھو بیٹھتا ہے ۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے اس کے پاس "بے خدا باش و ہر چہ خواہی کن" کے سوا اور کچھ نہیں رہتا ۔ اخلاقی و روحانی اقدار سے وابستگی ختم ہو جاتی ہے ۔ مال کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان نہ صرف بے رحم ہو جاتا ہے بلکہ عقیدے کے لحاظ سے بھی کمزور ہو جاتا ہے ۔ خدا کی رزاقی پہ اسے چنداں یقین نہیں رہتا ۔ وہ کامیابی اور ناکامی کو اپنی کوشش پر موقوف خیال کرتا ہے ۔ اس لئے حصولِ زر کے لئے بدترین ذرائع اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا ۔ اس کے برعکس حق پرست **قناعت کا** دامن ترک نہیں کرتا وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ رازق صرف خدا کی ذات ہے ۔ اپنا کام صرف جائز حد تک کوشش کرنا ہے ۔ کم یا زیادہ دینا اس کا اختیار ہے اور اس کی حکمت ہے ۔

حصولِ زر اور صرفِ زر

اللہ تعالیٰ نے ذہنی اور

جسمانی لحاظ سے تمام انسانوں کو یکساں پیدا نہیں کیا، کسی کی ذہنی اور جسمانی استعداد زیادہ ہے کسی کی کم! یہ اختلاف فطری قوانین کے مطابق ہے۔ اس اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسانوں کے مدارج میں بھی اختلاف ہو۔ خواہ حصولِ معاش میں ہوں خواہ حصولِ علم میں، خواہ تقویٰ و پرہیزگاری میں ؎

گل ہائے رنگا رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوق اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

فطری استعداد کے اس اختلاف کے باعث اگر معاشی دوڑ میں کوئی شخص آگے نکل جائے اور کوئی پیچھے رہ جائے تو معیشت کی اس کمی بیشی کو اسلام معیوب خیال نہیں کرتا بلکہ ضروری سمجھتا ہے، اگر یہ اختلاف نہ ہو تو کارگاہِ حیات میں نہ ہما ہمی ہو نہ سرگرمیٔ عمل! ہر طرف جمود اور بے رنگی کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اختلافِ معیشت ہی ہے جو بنی نوع انسان کے لئے آزمائش کی بنیاد مہیا کرتا ہے۔ سعی و طلب کے میدان میں جس حد تک کوئی منشائے ایزدی پر پورا اترتا ہے اسی نسبت سے اللہ کے ہاں اس کی جزا کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ملاحظہ ہوں۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (الانعام ۱۶۶)

"وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں (ایک دوسرے کا) جانشین بنایا اور بعض کو بعض پر مرتبے دیئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ بلاشبہ تمہارا پروردگار (بدعملیوں کی) فوراً سزا دینے والا ہے اور بلاشبہ بڑا ہی بخش دینے والا اور رحمت والا ہے"

اسلام نہ تو حصولِ زر پر کوئی قدغن لگاتا ہے نہ کمائی ہوئی دولت کی ملکیت و تصرف سے تعرض کرتا ہے۔ ہاں! اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ حصولِ زر اور صرفِ زر محض احکام الٰہی کے مطابق ہو۔ اس پر نفس پرستی کی پرچھائیاں تک نہ پڑنے پائیں۔ اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام تر صلاحیتوں کو محض دولت کے حصول کے لئے صرف کیا جائے حلال و حرام کی تفریق کو بالائے طاق رکھ کر اسی کو مقصدِ زیست خیال کر لیا جائے۔ اسلام کے نزدیک زیادہ سے زیادہ دولت کمانے سے مراد اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی پہچان ہی یہ ہے کہ اس کا ہاتھ انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے، وہ دولت نہ محض جمع کرنے کے لئے کماتا ہے نہ تعیش کوشی اور نمائشی زندگی کے لئے۔ اس کی معاشی جدوسعی کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ اپنی جائز ضروریات پوری ہوں اور اپنی کمائی میں سے نادار اور مستحق انسانوں کو بھی افادہ کا موقعہ فراہم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ملاحظہ ہوں۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرہ ۲۷۴)

"جو لوگ شب و روز، پوشیدہ اور ظاہر اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں موجود ہے۔ نہ ان کو خوف ہے نہ غمناک ہوں گے"

اگر کسی کے پاس اس کی اصل ضرورت سے وسائلِ حیات زیادہ آ گئے ہیں تو وہ اصل میں ان نادار اور بے بس انسانوں کا حق ہے جو کسی نہ کسی طور معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ وسائلِ حیات کا زیادہ پا لینا کسی کو اس بات کا حق عطا نہیں کر دیتا کہ وہ اپنی کمائی کو محض اپنے لئے مختص کر لے، اس میں کوئی شک نہیں اسلام کسی کے حقِ اکتساب، کمائی پر ملکیت اور قبضہ سے تعرض نہیں کرتا لیکن اس حق کو غیر مشروط نہیں چھوڑتا بلکہ انفاق کی عظیم ذمہ داری سے وابستہ کر دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک ایسی کمائی جو محض اکتناز کے لئے ہو، جس میں انفاق فی سبیل اللہ کا دخل نہ ہو، ناپاک اور مواخذے کی مستحق ہے۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (التوبة - ۳۴)

"جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی بشارت ہے"

دولت کا سمٹاؤ جتنا زیادہ ہوتا جائے گا بنی نوع انسان اسی قدر اس کی افادیت سے محروم ہوتے جائیں گے! —— زکوٰۃ ادا کرنے کا لازمی حکم، امتناع سود، جوئے کی ممانعت، ناجائز منافع خوری کی مذمت، قانونِ وراثت اور اس کے علاوہ عام صدقات وخیرات کی تلقین صرف اسی لئے ہے کہ دولت کا ارتکاز نہ ہونے پائے، اس کی گردش بحال رہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ انسان اس سے مستفید ہو سکیں۔ اور مال کی ہوس میں گرفتار ہو کر انسان اپنا مقام نہ کھو دے۔ یہ ایک حقیقت ہے دامن خالی ہو تو بھر جا سکتا ہے۔ ذہن مفلس ہو جائے تو سونے چاندی کے پہاڑ بھی اسے مطمئن نہیں کر سکتے۔ دولت کو محض جمع کرنے کے لئے یا تعیش کوشی کے لئے کمانا اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے انتہائی مذموم فعل ہے۔ جیسا کہ گزشتہ آیت قرآنی سے واضح ہے۔

مقصدِ زیست

زندگی اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم انعام ہے اور عظیم مقصد کے لئے عطا کی گئی ہے یہ محض اس لئے نہیں دی گئی کہ دنیوی مال و دولت اور آسائشوں کو مقصود بالذات خیال کرکے انسان اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں کو اسی کے حصول کے لئے وقف کر دے۔ اور اسی میں کھو کر مقصدِ حیات سے محروم ہو جائے اور پھر پکارتا رہ جائے ؂

چمن کے رنگ و بو نے اس قدر دھوکے دئے مجھ کو
کہ میں نے شوقِ گل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

زندگی کا اصل مقصد تکمیلِ ذات ہے محض مادیت کا حصول نہیں اور اس مقصد کے حصول کی اگر کوئی راہ ہے تو صرف یہ کہ انسانی زیست کی ہر ادا اور سوچ کی ہر لہر محض رضائے الٰہی کے لئے ہو، آخرت کی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دی جائے مادیت کا حصول ہر حال میں روحانیت کے تابع ہو۔ تابع اور متبوع کا ہر رشتہ جب بھی اور جہاں بھی دگرگوں ہوگا۔ مقصدِ حیات عنقا ہو کر رہ جائے گا اور زندگی جو اک حقیقت ہے افسانہ بن جائے گی —— یوں تو فیضانِ ربوبیت کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے، جو محض دنیا کے طالب ہیں وہ بھی اور جو دنیا کے علاوہ آخرت کو بھی سنوارنے کے آرزومند ہیں وہ بھی، دنیا طلبی میں اپنی اپنی کوشش کی نوعیت کے لحاظ سے بہرہ مند ہو جاتے ہیں۔ لیکن پہلے گروہ کے حصہ میں صرف دنیا رہ جاتی ہے آخرت میں بجز عذاب کے انہیں کچھ نصیب نہ ہوگا۔ دوسرا گروہ دنیا وعقبیٰ دونوں کی کامگاریوں اور کامرانیوں سے نوازا جائے گا! اس لئے ہمیں چاہیئے کہ دنیوی آسائشوں اور مال و دولت کو ہی مقصدِ زیست تصور نہ کریں اور اسی میں نہ کھو جائیں بلکہ چند روزہ زندگی کو امتحان گاہ خیال کرتے ہوئے اس نہج پر گزارنے کی سعی کریں کہ حیاتِ اخروی سنور سکے۔

خوشخبری

تبلیغی مشن کے تحت مبلغ ستر روپے کی تبلیغی کتب ماہ رمضان اور شوال تک تبلیغی ذوق والے صرف مبلغ تیس روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر حاصل کریں وی پی نہیں ہوگی۔
(۱) معلم القرآن المعروف میزان القرآن (۲) جزء رفع الیدین عربی اردو (۳) تفسیر معوذتین عربی اردو (۴) درجات الیقین عربی اردو (۵) زینت التوحید (۶) زینت الصلوٰۃ (۷) صلوٰۃ الرسول ﷺ (۸) صیام الرسول ﷺ (۹) صلوٰۃ الصبیان (۱۰) برہان القوی (۱۱) استاد اور شاگرد کی باتیں (۱۲) دیدار الٰہی (۱۳) ریاض الحسنات (۱۴) سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی (۱۵) حقیقت الصلوٰۃ
(سوفی احمد الدین حنیف ناظم محمدی اکیڈمی خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث توحید گنج منڈی بہاؤ الدین)

تبصرۂ کتب

حافظ صلاح الدین یوسف

الشیعۃ واھل البیت (عربی)

تالیف :۔ الاستاذ احسان الٰہی ظہیر
بڑا کتابی سائز، ٹائپ کی معیاری کتابت و طباعت
صفحات ۳۱۶ • قیمت درج نہیں
ناشر :۔ ادارہ ترجمان السنۃ ۵، نم شادمان، لاہور

مولانا حافظ احسان الٰہی ظہیر کی شخصیت، جو علامہ ظہیر کے لقب سے معروف ہیں، اب محتاجِ تعارف نہیں۔ عوامی حلقوں میں وہ ایک بلند پایہ خطیب کی حیثیت سے معروف ہیں۔ ان کی خطابت کے ہمیمے اور طنطنے سے فریقِ مخالف لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ اور ان کی گھن گرج سے عوامی اجتماعات کی رونق قائم ہے۔ دوسری طرف وہ اہلِ علم کی صف میں بھی نہایت نمایاں اور سرآمد روز گار نظر آتے ہیں۔ بالخصوص عربی اہلِ قلم میں کیونکہ ماضی قریب کے تھوڑے سے عرصے میں ان کی متعدد عربی کتابیں منصۂ شہود پر آئی ہیں اور عربوں کے علمی حلقوں میں انہیں خاصی پذیرائی نصیب ہوئی ہے۔ اپنی ان دوگونہ خصوصیات و خدمات کی بنا پر جناب حافظ صاحب موصوف عرب و عجم میں یکساں مقبول و محترم ہیں ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علاوہ ازیں یہ شرف بھی ان کو حاصل ہوا کہ فرقِ باطلہ کے رد میں انہوں نے بطورِ خاص کتابیں لکھیں۔ چنانچہ جناب حافظ صاحب کی ایک کتاب "القادیانیۃ" ہے جس میں قادیانی نبوت کی بخیہ دری کی گئی ہے۔ اسی طرح ایک کتاب "البابیۃ" اور ایک "البہائیۃ" ہے جس میں ان دونوں مذاہب کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب بھی جناب علامہ صاحب کی ایک تازہ تالیف ہے جس میں شیعوں کی مزعومہ و مبیّنہ حُبِّ اہلِ بیت کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اہلِ بیت کے محب ہیں اور اپنے مذہب کی بنیاد بھی وہ اسی حُبِّ اہلِ بیت کو بتلاتے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں بہ دلائلِ واضحہ بتلایا گیا ہے کہ یہ ٹولہ، کہ صحابہ کرام پر تبرّا جس کے خمیر میں شامل اور خلفاءِ راشدین پر سب و شتم اس کی کل اثاثی منگنتار کا دلچسپ موضوع اور تلمیحات و اشارات میں ان پر (نعوذ باللہ) کفر و نفاق کے فتوے داغنا اس کی خطابت کی معراج ہے۔ اہلِ بیت کی محبت کے دعوے میں بھی جھوٹا ہے اور حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ سمیت اہلِ بیت کی اہانت جس طرح اس ٹولے نے کی ہے، ایسی جسارت آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی، لیکن اپنے چہرے پر نقاب حُبِّ اہلِ بیت کی ڈالی ہوئی ہے۔ ایسے ہی بازی گروں کے لئے غالبؔ نے کہا تھا ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

اور طرفہ یہ ہے کہ ان کے دعووں کی بخیہ دری انہی کی معتبر کتابوں سے کی گئی ہے جس کے لئے جناب حافظ صاحب نے ڈیڑھ سو کے قریب شیعہ کتب کے حوالے دیئے ہیں۔ بعض حوالے تو ایسی شوخ چشمانہ جسارت کے حامل ہیں کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قاری یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے ع

ایں چہ می بینم بہ بیداری است یا رب، یا بہ خواب

جناب حافظ صاحب اس کوشش پر بلا شبہ اہلِ علم کی طرف سے شکریے اور تبریک کے مستحق ہیں۔ گو یہ تمام مواد مطبوعہ ہے لیکن اسے منظرِ عام پر لانے کے لئے کسی فرہاد کی ضرورت تھی جو جگر کاوی کر کے اس جوئے تلخ سے لوگوں کو روشناس کراتا کہ لوگو! جن کی زبانوں پر حُبِّ اہلِ بیت کے ترانے ہیں ان کے سینوں میں تو بغض و عداوت کے شرارے دہک رہے ہیں، جو اپنے آپ کو اہلِ بیت کا ہمدرد و غم خوار

باور کرتے ہیں، وہ تو دشنہ و خنجر ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں۔
اور اہل بیت کے غم میں جو سینہ کوبی اور زنجیر زنی کرتے ہیں۔
وہی تو دراصل قاتلوں کا وہ ٹولہ ہے جس کا دامن شہدائے کربلا
کے خون سے داغدار ہے۔

یہ کتابچہ شیریں اسی راز کو طشت از بام کرتا ہے

۲۔ الشیعة والقرآن (عربی)

ساڑھے تین سو صفحات کی یہ کتاب بھی الشیخ
الاستاذ احسان الٰہی ظہیر کی ایک فاضلانہ تالیف ہے۔ جس
میں فاضل مؤلف نے شیعوں کے عقیدۂ تحریفِ قرآن پر بڑی
مدلل بحث کی ہے۔

شانِ نزول اس تالیف کی یہ ہے کہ علامہ محب الدین الخطیب
مصری نے ایک کتاب "الخطوط العریضة" تحریر فرمائی تھی
جس میں مرحوم نے شیعی کتب سے یہ ثابت کیا تھا کہ شیعوں کے
نزدیک قرآن کریم تحریف شدہ ہے۔ ایران کے ایک شیعہ عالم
نے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی جس میں علامہ خطیب
مصری مرحوم کی تردید کی اور یہ دعویٰ کیا کہ شیعوں کی طرف
عقیدۂ تحریفِ قرآن کی نسبت صحیح نہیں، ان کے نزدیک بھی
قرآن اسی طرح غیر محرف ہے جس طرح اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب نے علامہ محب الدین
الخطیب کی تائید اور مذکورہ شیعی مؤلف کی تردید کرتے ہوئے
اس کتاب میں ناقابلِ تردید دلائل و شواہد سے ثابت کیا ہے کہ
شیعہ چاہے تقیۃً عقیدۂ تحریفِ قرآن کو ماننے سے انکار کریں
لیکن ان کے مذہب کی بنیاد ہی تحریفِ قرآن کے عقیدے پر قائم ہے۔

اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے ایک بہت بڑے شیعہ
عالم اور محدث ثقۃ الاسلام میرزا حسین نوری طبرسی (المتوفی ۱۳۲
کی کتاب "فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب"
سے ہی سب سے زیادہ مواد پیش کیا ہے اور ایک ہزار سے اوپر
روایات تحریفِ قرآن کی نقل کی ہیں۔

یہ کتاب بھی اپنے موضوع پر بڑی مدلل اور جامع ہے۔

۳۔ الشیعة والسنّة (عربی)

دو صد سے زائد صفحات کی یہ کتاب علامہ صاحب حفظہ اللہ
کی اوّلین تالیف ہے جو بسلسلہ مذہب شیعہ انہوں نے تحریر فرمائی۔
اس فاضلانہ کتاب کے تین باب ہیں۔ پہلے باب میں اہلسنّت
اور اہلِ تشیّع کے عقائد کی وضاحت ہے۔
دوسرے باب میں ان کے عقیدۂ تحریفِ قرآن کا اثبات ہے۔
تیسرے باب میں "تقیہ" پر بحث ہے جو کذب (جھوٹ)
کا دوسرا نام ہے۔

یہ دونوں باب اس لحاظ سے بڑے اہم ہیں کہ شیعی
مذہب کی ساری بنیاد انہی دو بنیادوں (عقیدۂ تحریفِ قرآن
اور تقیہ) پر قائم ہے اور فاضل مؤلف نے ان کے ان دونوں
عقیدوں اور ان کے اسباب و عوامل پر شرح و بسط سے روشنی
ڈالی ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

بہرحال رفض و تشیّع کے گمراہانہ عقائد و افکار کو سمجھنے
کے لئے یہ تینوں کتابیں خوب ہیں۔ جزی اللہ مؤلفها
عن الاسلام والمسلمين خير الجزاء۔

۴۔ الشیعة والتشیّع۔ فرق وتاریخ (عربی)

اسی سلسلۂ تاریخ و مذہب شیعہ پر فاضل مؤلف کی یہ
چوتھی تالیف ہے جو حال ہی میں منصۂ شہود پر آئی ہے۔

اس کتاب میں مذہب شیعہ کی پوری تاریخ، اس کے
عقائد کا اتار چڑھاؤ، اس کے بانی عبداللہ بن سبا کی شخصیت اور
اس کے افکار کے خدوخال اور دورِ عثمانی و علی رض میں اس کی
فتنہ انگیزیوں کی تفصیل اور شیعہ فرقوں کی تاریخ اور ان کے بوقلموں
عقائد کا بیان اور ان کے سیاسی خروجوں اور ان میں ان کی
ناکامیوں کی تفصیل انہی کی معتبر کتابوں سے بیان کی گئی ہے۔
اس ضمن میں اور بھی بہت سے اہم مباحث آ گئے ہیں۔

مثلاً حضرت عثمانؓ پر سبائیوں کے اعتراضات کی وضاحت، جن کی صدائے بازگشت آج بھی بعض حلقوں کی طرف سے سننے میں آتی ہے، جنگ جمل و صفین کے اسباب اور متحارب فریق کا ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر سے اجتناب اور جنگ تصادم اور معرکہ آرائی پر افسوس اور ندامت کا اظہار، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے باہم ازدواجی تعلقات کی تفصیل، جس سے ان دونوں کے درمیان مبینہ عداوت کی داستانوں کا افتراء واضح ہو جاتا ہے بنو ہاشم کا اپنی اولادوں کا نام ابوبکر و عثمان وغیرہ رکھنے کی صراحت، جس سے غصب خلافت و فدک وغیرہ کے الزامات یادر ہوا ثابت ہو جاتے ہیں۔

بہرحال یہ کتاب بھی تاریخی حقائق و واقعات کی نقاب کشائی اور شیعیت کے پس منظر، پیش منظر اور تہ منظر کو نمایاں کرنے کے لحاظ سے بڑی مفید اور کامیاب ہے۔ جزاہ اللہ المؤلف عن جمیع المسلمین خیر الجزاء و شکر مساعیہ لتبیان الحق و ایضاح الباطل۔

۵۔ البریلویۃ۔ عقائد و تاریخ (عربی)

تالیف :۔ الشیخ احسان الٰہی ظہیر
بڑا سائز، صفحات ۲۸۴، ٹائپ کی عمدہ کتابت و طباعت
قیمت درج نہیں۔

ناشر :۔ ادارہ ترجمان السنۃ۔ ۵/۲۸ شادمان، لاہور

علامہ صاحب کی یہ کتاب برصغیر پاک و ہند کے ایک اور گمراہ فرقے کے رد، اس کے بانی کے خدوخال اور اس کے عقائد و افکار کی توضیح پر مشتمل ہے۔ یہ فرقہ "بریلوی" کے نام سے مشہور ہے جو اس مذہب کے بانی کے مولد و منشا —— شہر بریلی —— کی طرف منسوب ہے۔

یہ فرقہ سخت بدعتی اور قبر پرست ہے اور اس نے اسلام جیسے دین توحید کو دین شرک و بدعت بنا کر رکھ دیا ہے اعاذنا اللہ منھا۔

کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں بریلوی مذہب کی تاریخ اور اس کے بانی مولانا احمد رضا خاں کی سیرت و شخصیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں بریلوی مذہب کے مبتدعانہ اور مشرکانہ عقائد و افکار کو نمایاں کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں بریلوی مذہب کی تعلیمات کے احاطے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں اس مذہب کے اکابر و اصاغر کی وہ یاوہ گوئیاں جمع کی گئی ہیں جن کا اظہار ان کی طرف سے تحریک پاکستان کے دوران علمائے اسلام، زعمائے ملت اور اکابرین قوم کے بارے میں کیا گیا۔ نیز اس فرقے کی اُس تکفیری مہم کے شوق فراواں کا تذکرہ ہے جس کی رُو سے قبر پرست نام نہاد مسلمانوں کے علاوہ کوئی بھی مسلمان نہیں رہتا۔

پانچویں باب میں اُن دیومالائی قصص و حکایات اور خرافات پر مبنی کہانیوں کی کچھ تفصیل دی گئی ہے جن میں قبروں میں مدفون مُردوں کی طرف عجیب و غریب تصرفات اور "کرامات" منسوب کی گئی ہیں جنہیں پڑھ اور سن کر ضعیف الاعتقاد عوام ان مُردہ بزرگوں اور ننگ دھڑنگ مخبوط الحواس قسم کے لوگوں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنے لگتے ہیں اور پھر ان کے نام کی نذر نیازیں اور چڑھاوے شروع کر دیتے ہیں۔ انہی خرافات و من گھڑت کہانیوں کی بیساکھیوں پر قبر پرستی کا کاروبار نہ صرف قائم ہے۔ بلکہ روز افزوں وسعت پذیر ہے۔ اللہ تعالیٰ عوام کو دین کی سمجھ عطا فرمائے کہ وہ حقیقی اسلام اور خرافاتی مذہب کے درمیان فرق کر سکیں۔

علامہ صاحب کی یہ تالیف بھی وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور عربی زبان میں بریلویت کے تعارف کے لئے غالباً یہ پہلی اور مفصل کتاب ہے۔

بہرحال شیعیت، مرزائیت، بہائیت، بابیت اور بریلویت پر عربی زبان میں فاضل مؤلف حفظہ اللہ نے بہت اچھا مواد جمع کر دیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ انہیں اُردو کے قالب میں ڈھال کر اُردو دان طبقے کو بھی ان سے استفادے کا موقع مہیا کیا جائے۔

مجلس شورٰی مرکزی جمعیۃ اہل حدیث برطانیہ کی قراردادیں

(۱) مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کی مجلس شورٰی کا یہ اجلاس بھارت میں حالیہ مسلم کش فسادات کی شدید مذمت اور مسلم ممالک کی خاموشی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مسلم سربراہوں سے یہ اپیل کرتا ہے کہ وہ بھارتی حکومت پر دباؤ ڈال کر مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کی ضمانت حاصل کریں۔ ورنہ اس سے اپنے تعلقات پر نظرثانی کریں۔

اجلاس میں مختلف دینی جماعتوں سے بھی یہ اپیل کی گئی کہ وہ دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور مدد کے لئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں اور اپنے باہمی اختلافات کو ختم کر دیں۔

(۲) یہ اجلاس شاہی مسجد لاہور کے حالیہ بریلوی۔ دیوبندی فساد کی مذمت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مذہبی فرقوں کی یہ چپقلش ملک میں اسلام کے عملی نفاذ میں زبردست رکاوٹ بن سکتی ہے۔ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فرقہ داریت پھیلانے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے والے عناصر کی سختی سے سرکوبی کی جائے۔

(۳) مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ حکومتِ پاکستان کی طرف سے جاری ہونے والے اس صدارتی آرڈی ننس کی بھرپور تائید کرتی ہے جس میں قادیانیوں پر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنے عقائد کا پرچار کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ اجلاس مرزائی حضرات کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ ملک و بیرون ملک سازشیں کرنے کی بجائے اپنے عقائد سے تائب ہو کر اسلام اور ملک سے وفاداری کا ثبوت دیں۔

(۴) یہ اجلاس پاکستان کی جمعیت اہل حدیث کے درمیان اختلافات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور مختلف گروہوں سے یہ دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے اختلافات ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

علاوہ ازیں تمام قابلِ احترام علماء اور بزرگوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خالص کتاب و سنت کی داعی اس جماعت کو متحد کریں تاکہ تقلید و جمود اور بدعات و خرافات کے خلاف یہ جماعت اپنا تاریخی کردار ادا کر سکے۔ (ناظم نشر و اشاعت)

اساتذہ کی ضرورت

ہمیں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے توسیع شدہ منصوبوں کے لئے دو متوسط درجہ کے مدرسین۔ دو بہترین قاریوں اور دو ریٹائرڈ انگلش ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات فوراً اپنی درخواستیں مع نقول اسناد و شناختی کارڈ اور سابقہ تجربہ لکھ کر بھیجیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

محمد اسلم سیف فیروزپوری

ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

درخواستِ دعائے صحت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ پونے دو سال سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں نقاہت بہت زیادہ ہے اور کچھ کام کرنے کے قابل نہیں۔ احباب مولانا موصوف کی صحت کاملہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

اطلاعات و اعلانات

جامعہ دار السلام محمدیہ فاروق آباد میں داخلہ

① جامعہ ہذا کے شعبہ ناظرۃ القرآن ، ترجمۃ القرآن ، حفظ القرآن ، درس نظامی ، دار السلام سکول و دیگر شعبوں میں داخلہ پانچ سے ۲۰ شوال تک جاری رہے گا (انشاء اللہ)

سلفی العقیدہ اور محنتی بیرونی طلباء داخلہ فارم ، شرائط تفصیلات و معلومات کے لئے انچارج داخلہ سے اپنے والد یا سرپرست کے ہمراہ رجوع کریں • طلبہ کو قیام و طعام ، علاج معالجہ ، کتب ، خادم ، بجلی اور حجامہ وغیرہ کی جملہ سہولتیں حاصل ہیں۔ طلباء کو دینی ، روحانی اور دنیوی علوم سے بہرہ ور کیا جاتا ہے تاکہ فراغت کے بعد عزت نفس کے ساتھ مجاہدانہ زندگی بسر کر سکیں ، جامعہ ہذا کے ۱۹ ویں تدریسی سال کا سلسلہ ۱۳ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ (۱۳ جولائی ۱۹۸۴ء) جمعۃ المبارک کو مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری کی پُرخلوص دعا اور خطاب سے شروع ہوگا۔

② جامعہ ہذا کے شعبہ "امام بخاری" شعبہ طبع و تالیف نے مختلف مسائل پر خوشنما ، دیدہ زیب اسلامی پمفلٹ اگتوں پر دوبارہ چھپوا کر فری تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ خواہش مند حضرات ۵۰ پیسے والے تین روپے کے ٹکٹ برائے اشاعت فنڈ بھجوا کر فری حاصل کریں (ملک محمد امین اظفر ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ شبان اہل حدیث محلہ دار السلام فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

مدرسہ محمدیہ گوٹھ لعل خان جالالانی (سندھ) کے سفر

جناب محمد عثمان جالالانی مہتمم مدرسہ محمدیہ گوٹھ لعل خان جالالانی تحصیل شہداد پور ضلع سانگھڑ جماعت کی طرف سے سفر میں ہیں ، اس مدرسہ کا میں نے سنگ بنیاد رکھا ہے اور تعمیری کا کام شروع ہو گیا ہے ، ساتھ مسجد بھی زیر تعمیر ہے لیکن اخراجات کی کمی کی وجہ سے تعمیری کام رک گیا ہے۔ ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں تاکہ تعمیری کام جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین (از محمد بدیع الدین شاہ راشدی نیو سعید آباد ضلع حیدر آباد سندھ)

اپیل برائے تعاون تعمیر مسجد

ہماری جامع مسجد اہل حدیث کا فرش اور چار دیواری کی تعمیر کا کام مقامی غریب جماعت کی دسترس سے باہر ہے۔ مخیر حضرات سے مالی تعاون کی اپیل ہے۔ (عطا محمد جنجوعہ سیکرٹری مسجد ہذا کوٹ بھائی خان براستہ جھاوریاں ضلع سرگودھا)

دینی لٹریچر طلب فرمائیں

(۱) ہمارے ادارہ اشاعت کے سلسلہ کی چوتھی اشاعت بعنوان "فرقہ بندی کے اسباب ، علاج ، تقسیم کی جاری ہے ، خواہشمند ۲/- روپے بھیج کر ۴ عدد رسائل طلب فرمائیں۔

② ہماری پانچویں اشاعت بعنوان "یا علی مدد ، یا رسول اللہ وغیرہ الفاظ کہنا شریعت مطہرہ کی روشنی میں" زیر طبع ہے۔ ۲/- روپے بھیج کر ۴ عدد رسائل طلب فرمائیں (ملک عبد الصبور محمدؐ ناظم ادارۃ العالم الاسلامی للدعوۃ السلفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر)

دورۂ تفسیر قرآن کریم

مولانا عبد الرحیم صاحب مسلم درست تے جامع مسجد اہل حدیث تہکال بالا پشاور میں نماز عصر سے مغرب تک دورۂ تفسیر قرآن (بزبان پشتو) شروع کیا ہے جس میں تقریباً ۲۰ مقامی طلباء شریک ہیں (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اصلاح معاشرہ تہکال بالا پشاور)

الاعتصام میں اشتہار دینا دینی و علمی خدمت کے علاوہ آپ کے کاروبار میں فروغ کا بھی انشاء اللہ باعث ہوگا۔ (مدیر الاعتصام)

ایک مکمل دینی تعلیمی، اصلاحی اور تربیتی ادارہ

امتیازات و خصوصیات

- حفظ القرآن با تجوید، درس نظامی، فاضل عربی اور دفاق کا بہترین تدریسی نظام
- قابل ترین، محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کرام
- میٹرک پاس طلبہ کے لیے درس نظامی، مختصر پانچسالہ نصاب تعلیم
- تعلیم، تربیت اور تفریحی پروگراموں کا مربوط اہتمام
- عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق میٹرک تک باقاعدہ انتظام
- کھلا اور پرفضا ماحول اور جدید سہولتوں سے آراستہ بلڈنگ
- معقول ماہانہ وظیفہ اور ہر قسم کی مکمل سہولیات

اپنے ہونہار بچوں کی مکمل اور صحیح تعلیم و تربیت کے لیے جامعہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں داخلہ شوال میں ہوگا

آئندہ عزائم
- شعبہ تصنیف و تالیف کا باقاعدہ اجراء اور ماہانہ مجلہ کی اشاعت
- تمام تدریسی شعبوں خصوصاً شعبہ تعلیم البنات میں توسیع
- جامعہ کی عمارت میں توسیع و ترقی خصوصاً محمدیہ ہسپتال کی تعمیر
- مختلف تربیتی کورسز اور کلاسوں کا جامع پروگرام

اشاعت دین اور عظیم صدقہ جاریہ کے اس نیک کام میں مکمل تعاون فرما کر فلاح دارین حاصل کریں۔ شکریہ

پروفیسر عبدالحکیم سیف، ایم اے، ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور
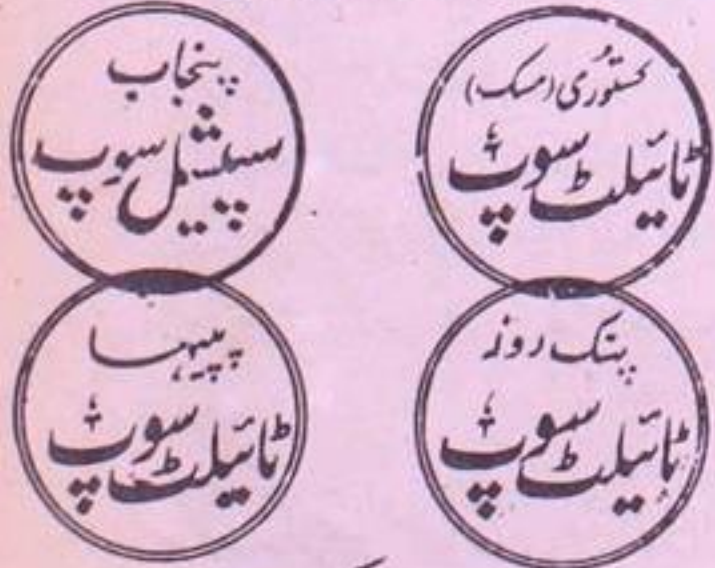
وقت بے وقت اور عُجلت میں کھانے سے نقصان ہوتا ہے

کاروباری اور گھریلو مصروفیات اپنی جگہ بہت اہم سہی لیکن اگر یہ کھانے پینے کے معمولات کو متاثر کرنے لگیں تو فعل ہضم اور معدے کی خرابی کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔

مصروفیات کو اپنی صحت پر اثر انداز نہ ہونے دیجیے۔ کھانا وقت پر سکون و اطمینان کے ساتھ کھایئے تاکہ غذا کا پورا فائدہ جسم کو پہنچ سکے۔

بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن اور تیزابیت وغیرہ کی صورت میں کارمینا استعمال کیجیے۔

کارمینا ہمیشہ گھر میں رکھیے

کارمینا نظام ہضم کو بیدار کرتی ہے، معدے اور آنتوں کے افعال کو منظم و درست کرتی ہے۔

ہم خدمت خلق کرتے ہیں

بہترین عمل وہ ہے جو دوسروں کے لئے نفع بخش ہو

Adarts CAR-1/82

WEEKLY AL-AITISAM LAHORE R L 6523